ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ

کتبہ ارشاد احمد تلمیذ رشید نفیس رقم مدظلہ

حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۷۶ء

قیمت ایک روپیہ

۹ ربیع الاول ۹۸ھ، ۱۷ فروری ۷۸ء

علیم ناصری

لکھا ہے غلامانِ محمدؐ میں ترا نام

وہ سرورِ کونین وہ شاہنشہِ لولاک
وہ صورتِ اطہر کہ فرشتوں سے سوا پاک

مزمّل و مدثّر و یسین و طٰہٰ
گہ رونقِ اقصٰے ہے گہے زینتِ افلاک

وہ مخزنِ افکار وہی معدنِ اسرار
وہ مصدرِ عرفان وہی منبعِ ادراک

توقیرِ مسلماں ہے فقط عشقِ نبیؐ سے
یاں علم بھی عیّار رہے اور عقل بھی چالاک

اعجاز ہے یہ الفتِ سلطانِ زمن کا
یہ آنکھ پشیمانیِ عصیاں سے ہے نمناک

وہ دل کہ ہے سودائیِ تقلیدِ محمدؐ
میدان میں محشر کے رہے گا وہی بیباک

دامانِ خرد حرف و حکایات سے پُر ہے
سامانِ جنوں کیا ہے بجز دامنِ صد چاک

رشک آورِ فردوس ہیں طیبہ کے در و بام
مثلِ مہ و خورشید مدینے کی کفِ خاک

لکھا ہے غلامانِ محمدؐ میں ترا نام
عقبیٰ کے تصور سے علیم اب نہ ہو غمناک

ھدیۂ نعت

گوہر ملسیانی

دیواروں سے در سے ہر دم رحمت برسے رحمت برسے
جود و سخا کے مسکن سے واں شفقت برسے شفقت برسے

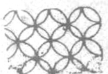
میخواروں کی بھیڑ لگی ہے، میخانے میں ساقیِ کوثر
عشق و محبت کے ساغر سے الفت برسے الفت برسے

دنیا کی تاریک فضائیں، نورِ ہدا سے روشن روشن
بطحا کے ذرّوں سے ہر سو عظمت برسے عظمت برسے

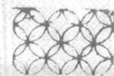
روضۂ اطہر، تسکینِ جاں، توقیر و تعظیم کا مخزن
خوار و زبوں انسانیت پر عزت برسے عزت برسے

اعلائے کلمۃ الحق ہیں، لاکھ حوادث آ ٹکرائیں
نقشِ قدم پر چل کر دیکھو جرأت برسے جرأت برسے

حاملِ قرآں و فرقاں سے معدنِ ایمان و برہاں سے
فہم و فراست، قول و یقیں پر حکمت برسے حکمت برسے



نعت رسول اللہؐ کہنے سے قلب و نظر میں تابانی ہو
افکار و تخیل پہ گوہر رفعت برسے رفعت برسے



اداریہ



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۷

جمعۃ المبارک ۹ ربیع الاول ۹۸ھ ۱۷ فروری

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی



بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۵۰. ۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

کے مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے
بنیادی اقدامات کی یقین دہانی

اسلامی اقتصادی نظام کے نفاذ کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر قائم کردہ ماہرین اقتصادیات اور معروف بنکاروں کے پینل نے تجرباتی طور پر بلاسود اقتصادی نظام رائج کرنے کے لئے سفارشات مرتب کرلی ہیں جن پر عملدرآمد کے لئے حتمی غور وخوض پینل کے آئندہ اجلاس میں ہوگا جو ۱۸ فروری کو اسلام آباد میں ہوتا ہے۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے ڈیرہ اسماعیل خان کے دورے کے دوران معززین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے میری حکومت بنیادی کام اور ضروری اقدامات کررہی ہے۔ جنرل صاحب نے یہ بھی کہا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اس حکومت نے بنیاد رکھ دی ہے جسے بعد کی کوئی حکومت ختم نہیں کرسکے گی۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے مزید کہا کہ اب اسلامی نظریے کی کونسل اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ تعزیرات پاکستان کی کونسی دفعات کو اسلامی نظام کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے زکوٰۃ اور عشر کا نظام بھی جلد نافذ کئے جانے کی توقع کا اظہار کیا۔

ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں جس قدر کوششیں اور جتنے اقدامات کئے جائیں گے وہ قابل صد تحسین وستائش ہیں اور مارشل لاء حکومت کی طرف سے اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں اب تک جس قدر کوششیں بروئے کار آئی ہیں انہیں مٹھی بھر چند ملحد وبے دین افراد کے سوا ہر طبقۂ فکر نے سراہا ہے گو بعض اقدامات ابھی تک مبہم اور غیر واضح ہیں اور ابھی تک روبہ عمل نہیں آسکے مگر اس کے باوجود ان مستحسن اقدامات کے اعلان واظہار پر بھی ملک کے عوام نے اظہار مسرت وابتہاج کیا ہے۔

اس سے بھی انکار نہیں کہ اسلامی نظریے کی کونسل بھی مقدور بھر سعی کررہی ہے اور سابقہ روایتی نظریاتی کونسلوں کا کردار انجام نہیں دے رہی بلکہ کچھ نہ کچھ کرنے کے جذبہ کے تحت کام کرتے ہوئے بتدریج عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہورہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور وہ ہر گوشۂ زندگی کے لئے ہدایات وفرامین رکھتا ہے۔ اسلامی نظام کے مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے تقاضے سے ہر شعبۂ زندگی میں تبدیلی رونما ہونی چاہیئے۔

اور پھر خاص کر پاکستان میں تو یہ وسیع تر تبدیلی ناگزیر ہے اس لئے کہ پاکستان اور اسلام لازم وملزوم ہیں۔ پاکستان معرض وجود میں ہی اس لئے آیا تھا کہ یہاں پر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائیگا۔ مگر گذشتہ تیس برس سے جو کچھ ہوتا رہا وہ محتاج بیان نہیں۔ جو گروہ، جو جماعت اور جو شخص بھی کرسئ اقتدار پر متمکن ہوا اس نے ملک وقوم کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا اور قوم وملک کو پہلے سے زیادہ تباہ وبرباد کیا۔ اسلامی نظام کا نام لیا جاتا رہا، اسلامی نظام کے بلند بانگ نعرے لگائے جاتے رہے، اسلامی نظریاتی کونسلیں بھی قائم ہوتی رہیں، اسلامی کانفرنسیں اور سیرت کانفرنسیں بھی ہوتی رہیں مگر اسلام کے عملی نفاذ کی طرف قطعاً توجہ نہ دی گئی حتیٰ کہ وزارت مذہبی امور کا کھڑاگ بھی رچایا گیا لیکن اس وزارت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ برباد کرکے جو کچھ حاصل کرنے

[illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

کی کوشش کی جاتی رہی وہ مذہبی عنصر اور اسلام کے دیوانوں کو اپنے اقتدار کے حق میں ہموار کرنا تھا جو نہ ہو سکا اور یہ وزارت اپنے دریافت کنندگان سمیت اپنے انجام کو پہنچی۔

اب اگر موجودہ حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہے اور جیسا کہ حکومت کے سربراہ اس بات کا بار بار اعادہ بھی کر چکے ہیں اور کچھ اقدامات کئے بھی گئے ہیں تو اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات سمجھتے ہوئے مکمل طور پر نافذ کریں اور ہر ہر گوشے میں تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے عمل پیرا ہوں گو بتدریج ہی ایسا ہو مگر ہونا یہی چاہیئے اگر اکا دکا اسلامی ضابطوں کو نافذ کر کے وقتی طور پر عوام کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی تو بظاہر اس کے نتائج دور رس اور خوشگوار برآمد نہیں ہوں گے اور ایک مرتبہ پھر یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ کا تقاضا اور مقصد بھی یہی تھا کہ یہاں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ ہو تاکہ ہمارا پیارا وطن امن و آشتی کا گہوارہ بننے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے لئے ایک مثالی مملکت اور اسلامی اصولوں کی تجربہ گاہ کی حیثیت سے نمایاں ہو۔

ملک سے سود کی لعنت کو ختم کرنے اور زکوٰۃ و عشر کے نفاذ سے متعلق جو غور و خوض کیا جا رہا ہے وہ بھی قابل تحسین ہے مگر اس سلسلے میں بھی ہم یہی گذارش کریں گے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے فضلاء اور دیگر ماہرین کو بھی دور رس نتائج و اثرات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے تاکہ بتدریج مکمل اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں آ جائے۔ خود جنرل صاحب نے بھی اپنے بیان میں کچھ ایسی ہی بات کی ہے کہ حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جو بنیادی اقدامات کرے گی انہیں ختم کرنا آسان نہ ہوگا۔

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے بھی جنرل صاحب کو اسلامی نظام کے سلسلے میں قومی اتحاد کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ خود قومی اتحاد کی جدوجہد کا مقصد اور مرکزی نکتہ بھی اسلامی نظام کا نفاذ ہی ہے۔

چشمہ رائٹ بینک کینال

چشمہ رائٹ بینک کینال سے ڈیرہ اسمٰعیل خان اور ڈیرہ غازیخان کی پانچ لاکھ اور ستر ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی۔ ایک ارب پچیس کروڑ روپے کے منصوبے پر اسی سال کام شروع ہو جائے گا۔ منصوبے کے تحت ایک سو بہتر ۱۷۲ میل لمبی بڑی نہر اور دو سو تیس ۲۳۰ میل لمبی معاون نہریں تعمیر کی جائیں گی۔ ماضی کی حکومت نے سیاسی وجوہ کی بنا پر قومی اہمیت کے اس مسئلے کو نظر انداز کئے رکھا۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے دورۂ ڈیرہ اسماعیل خان کے موقع پر کہے۔ جنرل صاحب نے یہ دورہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کی دعوت پر کیا تھا اور اس دورے کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی تھا کہ کہ جنرل صاحب کو چشمہ رائٹ بینک کینال کے منصوبے کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے جس کے دور رس فوائد و اثرات سے تو گذشتہ حکومت بھی انکار نہیں کر سکی تھی بلکہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ بھی تشکیل دیا گیا تھا مگر حکومت اپنی سیاسی اغراض کے منافی سمجھتے ہوئے اس منصوبے سے مسلسل اغماض برتتی رہی تھی۔

سیاسی اغراض کیا تھیں وہ کوئی ایسی مبہم نہیں ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سابق وزیر اعظم بھٹو ایک منتقم مزاج شخص ہے وہ نہیں چاہتا تھا کہ ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازیخان کے غریب اور پسے ہوئے عوام ان فوائد سے بہرہ ور ہوں جن سے بہرہ ور ہونا چشمہ رائٹ بینک کینال کے منصوبہ کی تکمیل کے نتیجہ میں یقینی تھا۔

کیوں؟ اس لئے کہ ان دونوں پسماندہ ضلعوں کے باشعور عوام نے بھٹو کے سب سے بڑے مخالف، حزب اختلاف کے قائد اور پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ کو قومی اسمبلی کے الیکشن میں کامیاب کرایا تھا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کو تو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس نے مفتی محمود کے مقابلے میں بھٹو کو شکست فاش سے دوچار کیا تھا اور بھٹو صاحب نے آئندہ مفتی صاحب کا مقابلہ نہ کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ منتقم بھٹو کی نظر میں اس سے بڑا جرم ڈیرہ اسماعیل خان کا اور کیا ہو سکتا تھا۔ مفتی صاحب نے بھٹو کے دور حکومت میں سینکڑوں تقریریں ملک کے طول عرض میں اسی موضوع پر کیں مگر بھٹو اپنی ذات کے مقابلے میں کب کسی چیز کو خاطر میں لاتے تھے۔ قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے اسمبلی کے متعدد اجلاس میں بھی مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور اس منصوبہ کی اہمیت بھی ممبران اسمبلی کو سمجھائی۔ اپوزیشن ممبران اسمبلی نے مفتی صاحب کی تائید بھی کی لیکن ہوتا وہی رہا جو بھٹو صاحب چاہتے تھے۔

اس مرتبہ مفتی صاحب نے خاص اس مقصد کے لئے جنرل صاحب کو ڈیرہ اسمٰعیل خان کا دورہ کرنے کی دعوت دی جو جنرل صاحب نے منظور کر لی بلکہ خود مفتی صاحب اور جنرل صاحب اکٹھے پنڈی سے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ تمام تر قصہ سامنے آیا تو جنرل صاحب نے وہی محسوس کیا اور وہی کہا جو منطقی طور پر کہنا چاہئے تھا کہ "ماضی کی حکومت نے سیاسی وجوہ کی بنا پر قومی اہمیت کے اس اہم مسئلہ کو نظر انداز کئے رکھا"

جنرل صاحب نے جو چیز محسوس کی اس کا اظہار دوٹوک الفاظ میں کرتے ہوئے اس عظیم منصوبے کی جلد تکمیل کا اعلان کیا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اسی سال کے اندر اندر اس منصوبے پر عملدرآمد شروع کر دیا جائیگا۔ ہم جنرل صاحب سے گذارش کریں گے کہ اگر عمل شروع کر دیا جائیگا کی بجائے فوری طور پر شروع کر دیا جائے تو اس علاقہ کے غریب عوام مزید کسی شک و شبہ سے بھی بچ جائیں گے اور ان کا وہ اضطراب و تشویش بھی ختم ہو جائے گی جس میں وہ ایک عرصے سے مبتلا رکھے گئے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام میلسی ضلع وہاڑی کے رہنماؤں مولانا فضل خالق، چوہدری انور علی سفیر، حاجی خادم حسین، میاں محمد رفیق نے میاں نور احمد خان بابھ آف ملکو اسٹیٹ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے اکلوتے فرزند کی ناگہانی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے اور اپنے پیغام میں پسماندگان سے گہری ہمدردی کی ہے۔

تحریر: محمد طیب کشمیری

سیاسیاتِ ہند ۔ عُلماء کا کردار

آخری قسط

اور ــــــــ ایک غلطی کا ازالہ

یہاں تک تو آپ نے اصل صورت حال کو دیکھا اب ذرا مسخ شدہ صورت حال پر بھی نظر کرم فرمائیے۔ مشہور لیگی رہنما ابوالحسن اصفہانی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے اجلاس لاہور پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پارلیمانی بورڈ کے اس اجلاس میں بہت سی تقریریں ہوئیں۔ یہ تقریریں کرنے کی عادت اب ایک طرح روایت اور کمزوری بن گئی ہے۔ پہلے روز مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی تقریروں میں مسٹر جناح کی حمایت کرتے ہوئے اس بات کا خیر مقدم کیا کہ انہوں نے مسلم لیگ ۱۶
کو زندہ اور فعال سیاست کے میدان میں داخل کر دیا ہے لیکن آخری روز انھیں علماء کرام میں سے ایک نے تجویز پیش کی کہ چونکہ انتخاب میں مسلم لیگ کو کامیاب کرانے کے لئے پروپگنڈے کی مہم کا بڑی سرگرمی اور خوش اسلوبی سے چلانا بہت ضروری ہے لہذا ہمارا خیال ہے کہ دیوبند کو اس پروپگنڈے کا مرکز بنایا جائے بشرطیکہ اس مہم کا تمام خرچ مسلم لیگ برداشت کرے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ پروپگنڈے کی اس مہم کا آغاز کرنے کے لئے پچاس ہزار روپوں کی ضرورت ہوگی۔ لیگ کے پاس اس وقت پچاس پیسے بھی نہ تھے۔ صدر اور سیکریٹری دونوں بغیر تنخواہ کے مفت کام کر رہے تھے اور دفتر بھی گویا ان کے ہینڈ بیگ ہی میں تھا۔ ان علماء کرام کو ہم سے کہیں زیادہ مسلم لیگ کی اس کمزوری کا علم تھا۔ بظاہر انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ ان کی اس تجویز کا جواب سوائے انکار اور معذوری کے اور کیا ہو سکتا تھا چنانچہ مسٹر جناح نے انہیں بتایا کہ مسلم لیگ کے پاس کوئی سرمایہ نہیں اور نہ مستقبل قریب میں بھی کسی چندے کی توقع رکھنی چاہیئے۔ ہم سب کو دل لگا کر خلوص سے کام کرنا چاہیئے۔ یہ سن کر علماء کرام سخت مایوس ہوئے اور آہستہ آہستہ ہندو کانگرس کی طرف کھسکنے لگے بالآخر انہوں نے اپنے آپ کو کانگریس کے پروپگنڈے کے لئے وقف کر دیا۔"

اقبال کے آخری دو سال ص ۳۸۸، ۳۸۹

مصنفہ عاشق حسین بٹالوی

اب ہماری بھی سنیئے جمعیۃ علماء ہند کے لئے مسلم لیگ سے رقم کے مطالبہ کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

۱۔ ایک یہ کہ جمعیۃ اپنے امیدواروں کی انتخابی مہم کے لئے مسلم لیگ سے رقم کا مطالبہ کرے۔ تو ایسی مثال تو شاید ہی دنیا میں ملے کہ انتخابی مہم میں ایک جماعت اپنے امیدواروں کے انتخابی مصارف واخراجات پورا کرنے کے لئے دوسری جماعت سے تعاون کی درخواست کرے جبکہ ایسے وقت میں ہر جماعت کے اپنے اخراجات میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حرکت تو ایک نادان بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ملت اسلامیہ کے عظیم رہنماؤں سے اس قسم کی حرکت سرزد ہوتی۔

نیز رقم کے مطالبہ کی اس لئے بھی اس صورت میں ضرورت نہیں تھی کہ جمعیۃ نے اپنے امیدوار کھڑے ہی نہیں کئے تھے جیسا کہ حضرت مدنی کی سابقہ عبارت سے اور چوہدری خلیق الزماں کی کتاب شاہراہ پاکستان سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جمعیت نے تو کم وبیش تیس ارکانِ مسلم لیگ کامیاب کرائے تھے۔

دوسری صورت یہ کہ مسلم لیگ کو مضبوط ومستحکم بنانے اور اس کے امیدواروں کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کے لئے رقم کا مطالبہ کیا ہو تو اس صورت میں مطالبہ کی اس لئے ضرورت نہیں تھی کہ ہر جماعت کے مرکزی رہنماؤں اور لیڈروں کو اپنی جماعت کے استحکام اور اپنے امیدواروں کی کامیابی کی جتنی فکر ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے وہ قدرتی طور پر دوسروں کے اندر نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے تو جب پہلی صورت معرضِ وجود میں نہیں آئی دوسری صورت میں مطالبہ کی ضرورت نہ تھی تو اب ہمیں بتایا جائے کہ تیسری کون سی صورت تھی جس کے پیش نظر اکابرین جمعیت نے مسلم لیگ سے پچاس ہزار روپے کا مطالبہ کیا ہو۔

۳۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ شاید کوئی بدباطن انسان اپنے پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہہ ڈالے کہ شاید ان حضرات نے اپنے ذاتی منفعت اور مال ودولت کے حصول کے لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے اور مسلم لیگ کی اس حالت سے فائدہ اٹھانے کے لئے مطالبہ کیا ہو تو ایسے لوگوں کو حضرت مدنی کی عبارت حوالہ ۵ کی پیش نظر رکھنی چاہیئے اور اندازہ لگانا چاہیئے کہ جو لوگ بوضع تنخواہ دارالعلوم دیوبند سے رخصت لیتے تھے کیا ان کے نزدیک دنیوی مال ودولت کی کوئی اہمیت اور قدر ومنزلت بھی ہے؟ مزید چوہدری خلیق الزماں کی زبانی سنیئے، وہ لکھتے

"میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب کبھی میں
نے ان کو (یعنی مولانا حسین احمد مدنی کو)
انتخابات کے دورے وغیرہ کے مصارف
۱۷۔ کے متعلق روپیہ دیا تو اس کے ایک ایک
پیسہ کا انہوں نے مجھے حساب دیا اور
بقیہ رقم مجھے واپس کردی۔"

شاہراہ پاکستان ص ۶۳۴

یہ مال و دولت حلال وحرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کئے بغیر جمع کرنے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظام تعلیم کے بجائے لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اپنایا اور اپنے پیارے نبی کی شکل و صورت وضع وقطع اپنانے کے بجائے انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی شکل و صورت وضع وقطع اور تہذیب و کلچر کو اپنایا ایسی حرکتیں ان لوگوں سے سرزد ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ "لیگ کے پاس اس وقت پچاس پیسے بھی نہ تھے" اس کا جواب تو آپ چوہدری خلیق الزماں صاحب مرحوم کے الفاظ میں سنئے وہ مسٹر اصفہانی کی لن ترانی" کے تحت لکھتے ہیں:۔

"تعجب یہ ہے کہ اسی اپنی کتاب کے
صفحہ ۲۰۔۲۱ پر اپنے قیام لاہور کے
سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ مولانا احمد سعید
۱۸۔ نے مسلم لیگ کے انتخابات کے سلسلہ
میں اخراجات کا تخمینہ مبلغ پچاس ہزار
روپے لگا کر جناح صاحب سے طلب
کیا اور خود ہی لکھتے ہیں کہ "مسلم لیگ
کے پاس دو ٹکے بھی نہ تھے کیونکہ مسلم لیگ
بالکل ناکارہ جماعت تھی"۔ سوال یہ ہے
کہ یہ طعنہ زنی آپ کس پر کر رہے ہیں۔
۱۹۲۰ء سے مسلم لیگ کے صدر تو جناح
صاحب تھے۔ پھر ان کی صدارت میں مسلم لیگ
کا یہ حال زار کیسے ہوگیا۔

شاہراہ پاکستان ص ۱۳۲

اسی طرح کیا یہ بات مبنی بر حقیقت نہیں کہ خود مسٹر جناح اور ان کے منہ بولے بھتیجے راجہ محمود آباد متمول گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید نظیر حسین زیدی لکھتے ہیں:۔

"مسلم لیگ کے لئے قائد اعظم کی آواز
پر محمود آباد کے خزانے کے دروازے
کھل گئے تھے۔ میں یہ بات انتہائی
ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں
۱۹۔ کہ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے ایک
جلسہ کے انعقاد پر راجہ صاحب محمود آباد
کے تیس لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے
اور اس کے بعد ۱۹۴۷ء تک جو کچھ
خرچ ہوتا رہا وہ الگ ہے۔"

مجلہ علم و آگہی قائد اعظم نمبر
گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی ص ۳۰۰، ۳۰۱

اسی طرح پروفیسر اظہر الحق حقی تحریر کرتے ہیں:۔

"راجہ صاحب نے اجلاس لکھنؤ کے
تمام اخراجات اپنے ذمہ لئے جب
۲۰۔ سیاست میں حصہ لینا شروع کیا تو یہ طے
کرایا تھا کہ جو کچھ بھی پاس ہے وہ قوم
کا ہو گا۔"

ایضاً ۳۵۹ ۔ ۳۶۰

اسی طرح نواب محمد اسماعیل خان کے متعلق پروفیسر لعل احمد لکھتے ہیں کہ انہوں نے:۔

"قومی خدمات میں دولت خوب لٹائی
... ان کے اخلاص، دیانت اور مسلمانوں
۲۱۔ کی بے لوث خدمت سے قائد اعظم بہت
متاثر تھے اور اس وجہ سے ان کی
بڑی عزت کرتے تھے۔"

ایضاً ص ۳۱۷

اسی طرح سر عبداللہ ہارون کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا

"سر عبداللہ ہارون مسلم لیگ کے سب سے
زبردست ستونوں میں سے ایک تھے جنہوں
نے اپنی زندگی میں نہ صرف سندھ کے
مسلمانوں کی بے مثال خدمت کی بلکہ پورے
برصغیر کے مسلمانوں کے کام آئے۔ انہوں نے
۲۲۔ مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر کی
حیثیت سے بڑی اہم اور قابل قدر خدمات
انجام دیں۔ انہوں نے مہارت کے ساتھ
تاجرانہ نقطہ نظر سے مجلس عاملہ کے تمام
کاموں میں دل کھول کر امداد دی۔"

علم و آگہی قائد اعظم نمبر ص ۲۳۰

یہاں تو ہم نے افادہ قارئین کے لئے نمونہ کے طور پر چند افراد کی مالی حیثیت اور پوزیشن بتائی ورنہ کون نہیں جانتا کہ مسلم لیگ پر سرمایہ داروں، خود غرض نوابوں، راجاؤں، سرداروں، خان بہادروں، خانصاحبوں، تعلقداروں اور بڑے بڑے زمینداروں کا قبضہ تھا۔ ایسے لوگوں کی موجودگی اور لیگ کے ساتھ وابستگی کے باوجود یہ کہنا کہ "لیگ کے پاس پچاس پیسے بھی نہ تھے" کیا جھوٹ، کذب بیانی، دروغ گوئی اور "تاریخ کے آسمان پر تھوکنے کی ناکام کوشش نہیں کی گئی؟ اصفہانی صاحب فرماتے ہیں۔

"مسٹر جناح نے انہیں بتایا کہ مسلم لیگ
کے پاس کوئی سرمایہ نہیں اور مستقبل قریب
میں بھی کسی چندے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے"

سوال یہ ہے کہ یہ طعنہ زنی آپ کس پر کر رہے ہیں۔؟ کبھی یہ کہنا کہ مسلم لیگ کے پاس پچاس پیسے بھی نہ تھے کبھی یہ فرمانا کہ مسلم لیگ کے پاس نہ کوئی سرمایہ ہے اور نہ ہی آئندہ اس کی توقع ہے۔ کیا یہ کھلم کھلا مسٹر جناح کی توہین نہیں ہے جو ۱۹۲۰ء سے مسلم لیگ کے صدر چلے آ رہے ہیں۔ کیا یہ تاثر نہیں دیا جا رہا ہے کہ ان کی قیادت و سیادت اور سربراہی میں مسلم لیگ کی یہ حالت زار ہو چکی تھی جبکہ سرمایہ داروں، راجاؤں اور بڑے بڑے زمینداروں کی اکثریت مسلم لیگ میں تھی۔ کیا ان لوگوں نے جماعت کے استحکام کے لئے مسٹر جناح کے کسی بھی فرمان سے اعراض و روگردانی کی؟ باقی یہ کہنا کہ "مستقبل قریب میں بھی کسی چندے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے" اس کے متعلق ابو سعید انور صاحب کے الفاظ میں قارئین کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"اپریل ۱۹۳۸ء میں بمقام کلکتہ آل انڈیا
مسلم لیگ کا اجلاس خاص ہوا تھا۔
قاعدہ تھا کہ اجلاس کونسل کے بعد آخر
میں اجلاس عام بھی منعقد کیا جاتا۔
لاکھوں کا اجتماع تھا۔ رات کا وقت
تھا۔ قائد اعظم کی تشریف آوری میں معمول
کے خلاف دیر ہو رہی تھی۔ منتظمین نے
مولانا شوکت علی کی صدارت میں اجلاس
عام شروع کر دیا۔ تقریریں ہونے لگیں۔
ایک موقع پر مولانا شوکت علی نے مسلم

لیگ کے لئے چندے کی اپیل کر دی
تو تقریر کے دوران ہی لاکھوں کے
مجمع میں چندہ جمع ہونا شروع ہوگیا۔

۲۳۔ ابھی چند منٹ ہی گذرے تھے کہ قائد اعظم جلسہ گاہ میں پہنچے جلسہ میں غیر معمولی ہلچل سے بھانپ گئے کہ چندہ جمع ہو رہا ہے سیدھے مائیک پر پہنچے اور پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ مولانا شوکت علی نے جواب دیا کہ فنڈز جمع ہو رہے ہیں۔ آپ نے فوراً چندہ جمع کرنا بند کرنے کا حکم دیا اور پھر نہایت ہی جچے تلے الفاظ میں مختصر تقریر کی

"مجھے معلوم ہے کہ ہمیں فنڈ کی سخت ضرورت ہے اس کے بغیر ہم اتنی بڑی جنگ نہیں جیت سکتے۔ مگر یہ معاملہ بہت نازک ہے۔ ماضی میں بہت سی مسلمان جماعتیں اسی باعث بدنام ہوئیں۔ چندہ کا حساب نہ رکھ سکیں۔ میں مناسب وقت پر قوم سے اپیل کروں گا اور یہ چندہ بالعموم براہ راست کسی بینک میں جمع ہوگا۔ ایک ایک پائی کی رسید جاری کی جائے گی۔ ایک ایک پائی کا قوم کے سامنے حساب پیش کیا جائے گا۔"

اور پھر ہمیں معلوم ہے کہ قائد اعظم کی اپیل پر قوم نے ایک روپے سے لاکھوں روپے تک مسلم لیگ فنڈ میں دیئے اور خود قائد اعظم نے لاکھوں کے منی آرڈرز پر اپنے دستخطوں سے یہ چندہ وصول کیا جن میں ایک روپیہ بھیجنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی اور اکثر براہ راست بینک میں بھی بھیجتے رہے جب مسلم لیگ انڈیا اور پاکستان الگ الگ دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو بھی یہ فنڈز تقسیم کئے گئے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر محمد اسماعیل (مدراس) کی تحویل میں بھارتی مسلم لیگ کا حصہ دیا گیا ان میں مسلم لیگ کے ریلیف فنڈز بھی شامل تھے۔ پاکستانی فنڈز ابھی تک منجمد پڑے ہیں۔"

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء قائد اعظم ایڈیشن

مسٹر جناح کی ایک اپیل پر لاکھوں روپے جمع اور وصول کرنے والی جماعت کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پچاس پیسے کی بھی مالک نہ تھی اور نہ مستقبل میں کوئی توقع ہے بہتان عظیم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور صرف ایک جلسہ میں تیس لاکھ روپے خرچ کرنے والوں کی موجودگی میں مسلم لیگ کی بے سروسامانی کا رونا رو کر جھوٹے من گھڑت اور فرضی قصے بنا کر علماء کرام کی طرف ان کی نسبت کرنا کہاں کی عقل و فہم اور شرافت اور دیانت کا تقاضہ ہے؟

مسٹر اصفہانی کی ایک غلط بیانی اور ملاحظہ فرمایئے۔

"لیگ کے پاس اس وقت پچاس پیسے
بھی نہ تھے۔ صدر اور سیکرٹری دونوں
بغیر تنخواہ کے کام کر رہے تھے۔"

کیا کسی جماعت کے پاس سرمایہ ہونے کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اس کے سرکردہ لیڈر تنخواہ دار ہوں۔ اگر یہی معیار ہے تو آج پاکستان کی اکثر جماعتیں ایسی ملیں گی جن کے مرکزی صدر، سیکرٹری اور صوبائی اور ضلعی عہدیداران اور لیڈران کرام بھی اپنی اپنی جماعتوں سے وظیفہ اور تنخواہ لئے بغیر اپنے مشن اور پروگرام میں سرگرم عمل ہیں۔ لیکن یہی جماعتیں انتخابات کے وقت اپنے امیدواروں کی کامیابی کے لئے لاکھوں روپے کی بازی لگاتی ہیں تو کیا یہ جماعتیں غریب ہیں؟

نیز ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ کیا مسلم لیگ نے بغیر سرمایہ خرچ کئے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں حصہ لیا تھا؟ جلسے جلوسوں، پوسٹروں، نشر و اشاعت کے انتظامات اور دیگر انتخابی اخراجات کی ذمہ داری کسی دوسری مخلوق نے اٹھائی تھی؟ یہاں تو بطور اختصار چند متمول افراد کا نام لیا گیا ورنہ کون نہیں جانتا کہ مسلم لیگ پر انگریز کے خطاب یافتہ سروں، خوشامدیوں اور رجعت پسندوں کا قبضہ تھا جس کا مخالف سے مخالف بھی انکار نہیں کرسکتا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کے مقاصد کو نقصان پہنچایا اور انہی کو قائد اعظم نے کھوٹے سکے کہا تھا۔

اب ہم اپنے قارئین کو ایک دفعہ پھر سابقہ حوالہ جات کی طرف لے جاتے ہیں اور ان سے حاصل شدہ نتائج کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں اور فیصلہ قارئین پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

۱۔ ۱۹۳۴ء کے مرکزی انتخابات میں تمام مسلمان جماعتوں نے "مسلم یونٹی بورڈ" کے نام سے انتخابات میں حصہ لیا اور خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل کی۔ اس کامیابی میں خصوصیت سے جمعیۃ علماء ہند کی مساعی کارفرما تھیں۔ حوالہ ع ۱

۲۔ ۱۹۳۶ء کے صوبائی انتخابات میں مسٹر جناح نے مسلمان جماعتوں کو "مسلم لیگ" کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے اور مسلم لیگ کے نام سے الیکشن لڑنے کا مشورہ دیا۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کے انگریز پرست، رجعت پسند اور خوشامدی ٹولے سے نجات حاصل کرنے، مسلم لیگ کو مضبوط اور مستحکم کرنے اور انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مسٹر جناح نے اکابرین جمعیت سے اتحاد و تعاون کی درخواست کی اور جمعیت کے رہنماؤں سے سرکار پرستوں کو لیگ سے نکالنے کا بھی وعدہ کیا اور بصورت عدم اخراج خود لیگ چھوڑ کر آزادی خواہ جماعتوں میں شمولیت کا بھی اعلان کیا۔ حوالہ ع ۲

۳۔ مسلم یونٹی بورڈ کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے دوسرے دن مسٹر جناح نے واشگاف الفاظ میں مذہبی معاملات میں ہر فیصلہ جمعیۃ علماء ہند کی رائے کے مطابق کرنے اور بصورت معذوری مسلم لیگ چھوڑ کر آزادی خواہ جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا اعلان کیا۔
حوالہ ع ۳

۴۔ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء بمبئی میں مسلم لیگ کے اجلاس میں جمعیۃ علماء ہند کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب کی تحریک پر مسٹر جناح کو پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر نامزد کرنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ حوالہ ع ۴

۵۔ انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی، ایگریکلچرسٹ پارٹی اور دیگر رجعت پسندوں کی شکست میں جمعیۃ علماء ہند کا بڑا دخل تھا اور جمعیۃ کی مساعی اور مسلسل جدوجہد سے بیس سالہ مردہ لیگ کو حیات نو میسر ہوئی جس کا اقرار چوہدری خلیق الزماں جیسے مسلم لیگی کو بھی واضح الفاظ میں کرنا پڑا نیز اس وقت جمعیۃ کے تیار کئے ہوئے مینی فسٹو کو بھی مسٹر جناح نے قبول کیا۔ حوالہ ع ۵

۶۔ حوالہ نمبر ۶ کا تعلق حوالہ نمبر ۵ کے آخری حصہ سے ہے۔

۸،۷۔ انتخابی مہم کو سر کرنے کے لئے مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا احمد سعیدؒ صاحب نے دیگر رفقاء کی معیت میں پورے صوبہ یو۔ پی کی خاک چھان ڈالی اور دوروں کے انتخابی دوروں اور مصارف اور امیدواروں کے اخراجات پورا کرنے کے لئے چوہدری خلیق الزماں کو ذاتی طور پر بیس ہزار روپے بینک سے قرض لینے پڑے جو ان کے ماننے والوں نے مع سود بعد میں ادا کئے۔ حوالہ ع ۸،۷

۹ ۔ ان علماء کرام کی انتھک جدوجہد اور کوشش کے نتیجہ میں یو۔پی میں مسلم لیگ کو اسّی فیصد کامیابی ہوئی ۔ حوالہ ۹

۱۰-۱۱۔ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد پہلے ہی اجلاس میں مسلم لیگ نے جمیعۃ کے ساتھ کیے گئے تمام عہدو پیمان کو توڑ دیا اور رجعت پسند، خوشامدی، سرکار پرست مسلم لیگ میں داخل ہو گئے حالانکہ انتخابات سے پہلے انکے نکالنے کا وعدہ فرما چکے تھے اور اسمبلی میں شریعت بل، قاضی بل اور دیگر مختلف بلوں کی جو جمعیت کی طرف سے پیش کیے گئے تھے سخت مخالفت کی گئی ۔ حوالہ ۱۰-۱۱

۱۲-۱۳ ہندوستان کی تمام آزادی خواہ جماعتوں نے حکومت کے ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت جدید آئین کو ناقص اور ناقابلِ عمل قرار دیا ۔ چنانچہ یکم اپریل ۱۹۳۷ء ایکٹ ۱۹۳۵ء کے نفاذ کا دن تھا اس دن تمام آزادی خواہ جماعتوں نے جدید آئین کے خلاف ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا لیکن مسٹر جناح نے اس ہڑتال میں حصہ لینے کے بجائے اس کی مخالفت کی اور مسلم لیگ کی تمام شاخوں اور عام مسلمانوں کو اس میں حصہ نہ لینے کا حکم اور اپیل کی۔
حوالہ ۱۲-۱۳

جبکہ خود مسلم لیگ بھی اس آئین کو ناقص قرار دے چکی تھی ۔ حوالہ ۱۴

حضرت مولانا حسین احمد مدنی انتخابی مصارف و اخراجات میں پیسے پیسے کا حساب رکھا کرتے تھے اور باقی ماندہ رقم کو صاحب رقم کے حوالہ کیا کرتے تھے ۔ حوالہ ۱۷

مسلم لیگ کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے پاس دو ٹکے بھی نہ تھے یہ کھلم کھلا مسٹر جناح کی توہین ہے ۔ حوالہ ۱۸

۱۹-۲۰ ۱۹۳۷ء کے مسلم لیگ کے ایک جلسہ میں راجہ محمود آباد نے تیس لاکھ روپے خرچ کیے اور اس کے علاوہ بھی وہ مسلم لیگ کی مسلسل امداد کرتے رہے ۔

نواب اسماعیل نے بھی قومی خدمات میں اپنی دولت لٹائی ۔

سر عبداللہ ہارون نے برصغیر کے مسلمانوں اور خاص کر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے تمام کاموں میں دل کھول کر امداد دی ۔ حوالہ ۲۲

اپریل ۱۹۳۸ء میں مسٹر جناح کی اپیل پر قوم نے لاکھوں روپے مسلم لیگ کے فنڈ میں جمع کئے ۔ حوالہ ۲۳

ناظرین محترم ! متذکرہ بالا تمام حوالہ جات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حوالہ ۱۶ پر توجہ فرمائیے اور مسٹر اصفہانی کو اپنے فن میں مہارت نامہ حاصل کرنے پر داد دیجئے کہ کس کمال اور صفائی سے اسنے ایک من گھڑت اور فرضی قصہ کے ذریعہ ایک طرف علماء کرام کی قدر و منزلت گرانے اور ان سے عوام کو بدظن کرنے کی ناپاک کوشش کی اور دوسری طرف خود مسلم لیگ اور مسٹر جناح کی توہین کا بھی ارتکاب کیا۔

مسٹر اصفہانی اور اسکے ہم مشرب و ہم مسلک لوگوں کی کتابوں میں اس قسم کی عبارات کے آجانے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ طعن و تشنیع اور بہتان تراشی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے ۔ یہ لوگ مذہبی دشمنی کا اظہار جب مذہبی پلیٹ فارم سے نہیں کر سکتے اور اہل سنت کی اکثریت کی وجہ سے ان کی پذیرائی ہوتی ہے تو فوراً اپنیترا بدل کر سیاسی پلیٹ فارم سے اکابرین اہل سنت کی اہمیت اور وقعت کو گھٹانے اور عوام کی نظروں سے گرانے کی کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ہاں ہمیں ان لوگوں پر ضرور افسوس ہے جنہوں نے ایسے دشمنانِ دین کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے ہی بزرگوں کو داغدار کرنے کی دانستہ یا نادانستہ طور پر سعی کی ہے۔ امید ہے کہ اب حقیقت حال واضح ہو جانے کے بعد وہ بھی اپنے نظریہ پر نظر ثانی فرمائیں گے۔ نظر بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جناب مرزا جانباز سے اس سلسلے میں تسامح ہو گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی کتاب کاروان احرار جلد دوئم کے آئندہ ایڈیشن میں اس بے سر و پا الزام کی تلافی کرتے ہوئے نہ صرف اس غلط حوالے کو حذف کر دیں گے بلکہ شیخ الاسلام حضرت مدنی، فقیہہ ہند مفتی کفایت اللہ اور سحبان ہند

محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ

وہ جو ربیع الاول میں آیا، اس نے کہا کہ غم اور ناکامی ان کے لئے ہونی چاہیئے جن کے پاس کامیابی اور نصرت بخشنے والے کا رشتہ نہیں ہے، پر وہ جو جنہوں نے تمام انسانی اور دنیاوی طاقتوں سے سرکشی کی اور صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتھ وفاداری کی اور اسی ذات کو اپنا دوست بنا لیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا ہے اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے تو وہ کیونکر غمگینی پا سکتے ہیں اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اسکی زمین میں کون ہے جو دشمنی کر سکتا ہے۔

ذالك بأن الله مولى الذين امنو وان الكافرين لا مولى لهم (۱۲ : ۲۷) ترجمہ:۔ اس لئے کہ اللہ مومنوں کا دوست ہے اور حامی ہے مگر کافروں کا نہیں جنہوں نے اس سے انکار کیا۔

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمۂ حق و عدل کی خدمت گذاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا وہ کسی سے نہیں ڈر سکتے البتہ انکی ہیبت اور قہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاہیئے۔

فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين (۳ : ۱۷۰) دشمنانِ حق کی شیطانی ہیبتوں سے مت ڈرو اللہ سے ڈرو اگر فی الحقیقت تم مومن ہو۔

دنیا میں متضاد سے متضاد اجزا باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ آگ اور پانی ممکن ہے ایک جگہ جمع ہو جائیں، شیر اور بکری ہو سکتا ہے کہ ایک گھاٹ سے پانی پی لیں لیکن خدا کا "ایمان" اور "انسان کا خوف" دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی بھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور ایک بدبخت ایمان الٰہی کا دعویٰ کر کے انسان کے ڈر سے بھی کانپتا ہے تو تم اسے ان کنکروں اور پتھروں کی طرح ٹھکرا دو جو انسان کی راہ میں لڑھک کر آ جاتے ہیں تاکہ ڈرنے والوں کے لئے ٹھوکر بنیں کیونکہ وہ ایمان کے یقین سے محروم ہے۔

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ٥ الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ ترجمہ:۔ نہ ہراساں ہو اور نہ غمگین ہو تمہیں سب پر غالب آنے والے ہو اگر تم سچے۔ یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں ان کے لئے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔

آج جبکہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری دولت کہاں ہے جو تمہیں دی گئی تھی۔ وہ تمہاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمہیں سونپی گئی تھی؟ وہ تمہاری روح حیات کیوں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی جو تم میں پھونکی گئی تھی؟ آہ تمہارا خدا کیوں تم سے روٹھ گیا اور تمہارے آقا نے کیوں تمکو صرف اپنی ہی غلامی کے لئے نہ رکھا؟ کیا ربیع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لئے ہے؟ اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سوا کوئی وارث نہیں۔

ان العزة لله ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون۔ ترجمہ:۔ عزت اللہ کے لئے ہے اسکے رسول کے لئے ہے اور مومنین کے لئے لیکن جن کے دل نفاق سے کھوئے گئے وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

پھر یہ کیا انقلاب ہے کہ تم ذلت کے لئے چھوڑ گئے ہو اور عزت نے تم سے منہ چھپا لیا ہے؟ کیا خدا کا وعدہ نصرت تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ وكان حقا علينا نصر المؤمنين (۳۰ : ۴۷) ترجمہ: مسلمانوں کو نصرت اور فتح دینا ہمارے لئے فرض ہے۔ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ہم غیروں کو فتحیاب کریں اور مومن ناکام رہ جائیں۔

پھر یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کامرانی نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں؟ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھتے اور انکے حکموں کے آگے گرنا جانتے ہو خدا کے وعدہ "لا تخلف الميعاد" کیلئے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اسکا وعدہ جھوٹا تھا اور نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا۔ مگر تم ہی ہو، تمہاری ہی محرومی بے وفائی ہے، تمہارے ہی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی ہے جس نے اپنے پیمان وفا کو توڑا اور خدا کے مقدس رشتہ کی عزت کو اپنی غفلت و بداعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹہ لگایا۔ ذالك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم وان الله ليس بظلام للعبيد (۸ : ۵۵) ترجمہ: اس لئے خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اندر تبدیلی نہ کرے اور وہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ہے کہ ان کو بغیر جرم کے سزا دے۔

خدا اب بھی غیروں کے لئے نہیں بلکہ صرف تمہارے ہی لئے ہے بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا ہی کے لئے ہو جاؤ۔ ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم۔ ترجمہ: اگر تم خدا کے کلمۂ حق کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تمہارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کرے گا۔

تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اور مجلسیں منعقد کر کے اس کی مدح و ثنا کی صدائیں بلند کرتے ہو لیکن تمہیں کبھی بھی یہ یاد نہیں آتا ہے کہ جس کی یاد کا تمہاری زبان دعویٰ کرتی ہے اسکی فراموشی کے لئے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی مدح و ثنا میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں، اس کی عزت کو تمہارا وجود بٹا لگا رہا ہے۔ وہ دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ انسانوں کو انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کی صراطِ مستقیم پر چلائے اور غلامی کی ان تمام زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دے جنکے بڑے بڑے بوجھل حلقے انہوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لئے تھے۔ يضع اصرهم والاغلال التي كانت عليهم۔ پیغمبر اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہے کہ گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو نجات دلائے اور غلامی کے جو طوق انہوں نے اپنی گردنوں میں پہن رکھے ہیں ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی کی ہے اور حکم و فرمان صرف ایک ہی کے لئے سزاوار ہے ان الحكم الا لله حکم و طاقت کسی کے لئے نہیں مگر صرف اللہ کے لئے۔

اس نے سب سے پہلے انسان کو اس کی چھینی ہوئی آزادی و حریت واپس دلائی اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لئے ہے نہ تو کاہنوں کی اطاعت کے لئے نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لئے بلکہ ان کے سر کے لئے ایک ہی چوکھٹ، اس کے دل کے لئے ایک ہی عشق، اس کے پاؤں کے لئے ایک ہی زنجیر اور اس کی گردن کے لئے ایک طوق اطاعت ہے۔ وہ جھکتا ہے تو اسی کے آگے روتا ہے تو اسی کے لئے اعتماد کرتا ہے تو اسی کی ذات پر ڈرتا اور لرزتا ہے تو اسی کی ہیبت سے، امید کرتا ہے تو اسی کی رحمت پر۔ وہ مشرک نہیں ہے کہ خدا کی طرح انسانوں کو بھی قہاریت اور ہیبت کی صفت بخشے۔

اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حریت صادقہ اور آزادی حق کو کسطرح مثالوں کی دانائی میں سمجھایا۔ ضرب الله مثلا عبدا مملوكا لا يقدر على شيئ ومن رزقناه منا رزقا حسنا فهو ينفق منه سرا وجهرا هل يستون

(۱۶، ۷۵) ترجمہ: اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے خود اسے کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اسی کی ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے مگر اس کے مقابلے میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ہے جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں۔ اسے اپنی ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے وہ اسے ظاہر و پوشیدہ جس طرح چاہتا ہے بے دھڑک خرچ کرتا ہے تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے؟ کیا دونوں کی حالت میں کوئی فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اس کا مالک صرف خدا ہی ہے اور وہ کہ اس کے گلے میں انسانیت کی طاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں اور دونوں ایک طرح کے کیسے ہو سکتے ہیں؟

پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی و مسرت کا مہینہ تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینے میں دنیا کا سب سے بڑا انسان آیا جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنی خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی عطا فرمائی اور اس کو اللہ کی خلافت و نیابت کا لقب دے کر خدا کی ایک محترم امانت ٹھہرایا۔ پس ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ غلامی کی موت اور ہلاکت کی یادگار ہے۔ خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے وراثتِ ارضی کی تقسیم کا اولین اعلان ہے۔ اسی ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ ہوا اور اسی میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

لیکن آہ! کہ تم اس ماہ حریت کے ورود کی خوشیاں مناتے ہو اور اس کے لئے ایسی تیاریاں کرتے ہو گویا وہ تمہارے ہی لئے اور تمہاری ہی خوشیوں کے لئے آیا ہے، خدارا مجھے بتاؤ کہ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کی خوشی منانے کا کیا حق ہے؟ کیا موت اور ہلاکی کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور روح کا اپنے کو ساتھی بتائے؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کی عقلیں نہ ہنسیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے گی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کے لئے بڑی ہی خوشی ہے لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کی طرح خوشیاں منائے؟

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ہو جس نے اپنے نفس کی غلامی، اپنی خواہشوں کی غلامی ماسوا اللہ رشتوں کی غلامی اور غیر الٰہی طاقتوں کی غلامی کی زنجیروں سے اپنی گردن کو چھپا دیا ہے۔ تم پتھروں کا ایک ڈھیر ہو جو نہ تو خود ہل سکتا ہے اور نہ اس میں جان و روح ہے البتہ چور چور ہو سکتا ہے اور ایک دوسرے پر پٹکا یا جا سکتا ہے۔ تم غبار راہ کی ایک مشت ہو جس کو ہوا اڑا لے جائے تو اڑ سکتی ہے ورنہ وہ خود صرف اس لئے ہے تاکہ ٹھوکروں سے روندی جائے اور جولانِ قدم سے پامال کی جائے فیا للرزیہ ویا للمصیبۃ:

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگِ حنا تو
اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

پھر اے غفلت کی ہستیوں! اور اے بیخبری کی سرگشتہ خواب روحو!! تم کس منہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریت انسانی کی بخشش، حیات روحی و معنوی کے عطیہ اور کامرانی اور فیروزمندی کی خسروی و ملوکی کے لئے آیا تھا۔

اللہ اللہ! غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی ماسوا اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں، انسانوں کی ملوکیت و مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ سے دل خالی اور اعمالِ حقہ و حسنہ کی روشنی سے محروم ان سامانوں اور طیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوتے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریت صادقہ کا اعلانِ حق، عدالتِ حقہ کی ملوکیت کی بشارت اور امت عادلہ و قائمہ کے تمکن و قیام کی بنیاد تھی۔

پس اے غفلت شعاران ملت! تمہاری غفلت پر فغاں و حسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت و حقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، در و دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد و یادگاری کو گم کر دو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ماہ مبارک امت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے۔ خداوندی پادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے اور اسکے آنے کی خوشی اور اسکے تذکرہ اور یاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی و تاسی کیلئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

ابوسُلیمان شاہجہانپوری

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ایک ہمہ جہت شخصیت



مولانا ابوالکلام آزاد کا نام زبان پر آتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کسی ایک شخص کا تذکرہ نہیں ہو رہا، بلکہ بیک وقت کئی شخصیتیں زیرِ بحث ہیں اور ان میں ہر شخصیت یگانۂ فن اور عجوبۂ روزگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و فضل کی بے شمار نعمتوں، فکر و نظر کی بہترین صلاحیتوں اور سیرت کے اعلیٰ محاسن سے نوازا تھا۔ ان پر اللہ تعالیٰ یہ احسان بھی تھا کہ عملِ صالح اور خدمت دین و ملّت اور رہنمائی قوم و ملک کی توفیق ارزانی عطا فرمائی تھی۔

وہ دین کے متبحر عالم تھے اور دین کے مختلف علوم و فنون، تفسیر، حدیث، فقہ، تجوید وغیرہ میں وسیع اور گہری نظر رکھتے تھے، انہیں علمِ کلام منطق اور فن مناظر میں عبور حاصل تھا، علمِ ہیئت اور فلسفہ قدیم و جدید پر ان کی ناقدانہ نگاہ تھی۔ دساتیر و قوانین کا نہ صرف مطالعہ کرنے والے بلکہ بنانے والے تھے۔ تاریخ عالم کے ایک ایک گوشے اور ایک ایک پہلو پر نظر تھی، جغرافیۂ عالم میں ان کو کمال حاصل تھا اردو ادب و انشا تو ان کی شخصیت میں اس طرح رچی بسی تھی کہ اسے شخصیت سے الگ تصور نہ کیا جا سکتا تھا۔ عربی اور فارسی کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں کی تاریخ اور ادب پر بھی انہیں عبور حاصل تھا وہ ہر زبان کے تمام بڑے بڑے ادیبوں، مصنفوں اور شاعروں کی تخلیقات پر ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔ ان زبانوں میں ادب، تاریخ مذہب اور فلسفہ کا تمام بہترین سرمایہ ان کی نظر سے گذر چکا تھا۔ ہندو اور چینی فلسفہ و مذاہب کا مطالعہ انہوں نے زیادہ تر انگریزی کی مدد سے کیا تھا۔ اردو صحافت کے دامن میں انہوں نے اب سے ۶۰، ۶۵ برس بیشتر جو کچھ ڈال دیا تھا آج تک اس میں اضافہ نہ کیا جا سکا۔ خطابت میں ان کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ان کی طاقتِ لسانی کے سامنے برٹش حکومت اپنی تمام آہنی اور جنگی طاقتوں کے ساتھ لرزتی رہی۔ عملی سیاست میں انہوں نے اس وقت قدم رکھا اور برٹش شہنشاہیت کے قصرِ عظمت پر اس وقت ضرب لگائی جب بڑے بڑے نیتاؤں اور رہنماؤں کا اس میدان میں دور دور تک پتہ نہ تھا اور وہ بڑے بڑے رہنما جو بعد میں رہنمایانِ آزادی میں شمار ہوئے ان کی دعوتِ سیاست کی سب سے بلند پرواز برٹش حکومت کی فضاؤں میں کاسہ لیسی کی زندگی اختیار کرنے تک محدود تھی۔ نظری سیاست میں بھی ان کا مقام دنیا کے بڑے سیاستدانوں میں اوّل ہے۔ ماہرِ تعلیم کی حیثیت سے وہ برصغیر کی ایک مانی ہوئی شخصیت تھے۔ ہندوستان کو انہوں نے اپنے دورِ وزارت میں اپنے افکار اور صلاحیتوں سے اتنا مالا مال کر دیا کہ اس کے شاندار تذکرے سے جدید ہندوستان کی تاریخ خالی نہیں ہو سکتی، دنیا میں امن اور عالمگیر انسانیت کے قیام کے لیے تاریخ و جغرافیہ کی تعلیم کا انہوں نے جو خاکہ پیش کیا وہ دنیا کے دانشوروں کے پیشِ نظر ہے۔ اثری تحقیقات کے نتائج کا مطالعہ ان کا محبوب موضوع اور اس سلسلے میں قدیم و جدید معلومات و تحقیقات ان کے مطالعہ میں تھیں۔ طب پر ان کی زبان کھلی، طبِ قدیم و جدید کے نظریوں اور طریقِ علاج سے لے کر موجودہ دور کی تحقیقات اور تجویز و تشخیص تک کوئی ایسا پہلو نہ تھا جس میں انہوں نے اپنی معلومات سے بڑے بڑے اطباء کو ورطۂ حیرت میں نہ ڈال دیا ہو۔ مصوری میں ان کا مطالعہ اتنا وسیع اور نظر ایسی باریک بین تھی کہ وہ نہ صرف اس کی تاریخ، عہد، عہد بہ عہد ترقی اور ہر دور کی خصوصیات سے واقف تھے بلکہ وہ صرف تصویر کو دیکھ کر یہ بتا سکتے تھے کہ وہ کس عہد کی بنائی ہوئی ہے اور اس عہد کی خصوصیات کے اعتبار سے اس میں کیا نقص، یا کیا کمال ہے۔ موسیقی کا شوق ان کی طبیعت میں رچا بسا تھا۔ اس کو انہوں نے عملی طور پر سیکھا تھا اور فنی لحاظ سے اسکی تکمیل کی تھی ہندوستان میں لکھنؤ اور آگرہ اور بیرون ہند عراق اور بغداد کے ماہرین موسیقی سے بحث و مباحثہ رہتا تھا، ڈرامہ، سینما وغیرہ کی تاریخ اور اس کی تدریجی ترقیوں سے وہ ایک صاحب مضمون کی طرح واقف تھے، مشرقی کھانوں کا تذکرہ ہو یا مشرقی لباس کا وہ ہر موضوع پر اپنی معلومات اور مطالعہ کی وسعت سے سننے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ علوم و فنون کی جزئیات پر بھی وہ متخصّصین کی نظر رکھتے تھے۔ جعفری خاندان کی تاریخ ہو یا پٹھانوں کی تاریخ۔ ان کے خصائص و کمالات اور کارناموں کا بیان وہ اس طرح کرتے تھے کہ خود صاحب علم و مطالعہ جعفری اور پٹھان بھی حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ حقّے کی تاریخ، اس کی تدریجی ترقی، عہد بہ عہد اس کی شکل کی تبدیلی، اس کی نَے کی مختلف شکلوں اور ان کی لمبائی موٹائی کے اختلافات سے اس کی آواز پر اثر۔ پتنگ کی تاریخ، اس کی مختلف شکلیں، اس کے اڑنے اور لڑانے کے طریقے۔ چائے کی تاریخ،

کاشت، اس کی اقسام اور اس کے ذائقے کا تذکرہ ہو، بلبلوں اور ان کی نسلوں کا بیان ہو، پھول پودے اور ان کی اقسام زیر بحث ہوں یا پرندوں اور جانوروں کی نفسیات پر وہ قلم اٹھائیں ہر چیز کا بیان اس تفصیل سے کرتے ہیں کہ پڑھنے والے نہ صرف ان کے بیان کی قدرت پر عش عش کر اٹھتے ہیں، بلکہ ان کے علم و مطالعہ کی وسعت، حیرت انگیز کمال حافظہ اور بے نظیر قوت استحضار کا اعتراف کرتے ہی بن پڑتا ہے۔ یہ کمال کچھ ان کی طاقت لسانی ہی کا نہ تھا، بلکہ یہ ان کی قابلیت اور حافظے کی بے نظیر صلاحیتو کا اظہار تھا۔ ان طاقتِ لسانی کا تو یہ عالم تھا کہ وہ اگر ارہر کی پتلی دال اور پیچ نکلے ہوئے چاولوں کو دنیا کی لذیذ ترین اور مفید ترین غذا ثابت کرنا چاہتے تھے تو اہل علم دم بخود رہ جاتے تھے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے علم و فضل کے جن پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا یہ تمام وہ پہلو ہیں جن کا ذکر اور اعتراف ملک اور بیرون ملک کے علماء و مشاہیر کر چکے ہیں۔ یا ان کی زندگی کے یہ وہ گوشے ہیں جو لوگوں کے علم میں آگئے ہیں۔ ان کے ایک وجود میں علم و فضل کی ایسی کتنی ہی دنیائیں آباد تھیں جن کا لوگ پتہ بھی نہ چلا سکے اور کسی طرح لوگوں کے احاطہ علم میں نہ آسکیں۔ علامہ نیاز فتح پوری نے مولانا کی اسی جامعیت کے متعلق فرمایا تھا:

"مولانا جو خصوصیات دنیا پہ ظاہر ہو سکیں وہ اس سے بہت کم تھیں جو چھپی ہوئی رہ گئیں حالانکہ وہ بہت زیادہ وزنی اور گراں قدر تھیں، ہم نے مولانا کو اتنا ہی جانا کہ جتنا وہ چاہتے تھے کہ ہم جانیں ان کی ہستی کے بہت سے امکانات دنیا پر ظاہر نہ ہو سکے۔"

علامہ مرحوم نے مولانا کی ہستی کے ان امکانات کی طرف اشارہ بھی کیا۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ:-

"مولانا عجیب و غریب دماغی اہلیتیں لے کر پیدا ہوئے تھے جن کو زمانے نے یا ان کی خلوت پسندی نے ابھرنے کا موقع نہ دیا اور آج ہم انہیں صرف الہلال اور البلاغ کے رئیس التحریر یا تذکرہ ترجمان القرآن اور غبار خاطر کے مصنف کی حیثیت سے جانتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہونے کی تمام صلاحیتیں اپنے اندر رکھتے تھے۔"

مولانا آزاد کو خود بھی اپنی جامعیت اور فکر و نظر کی وسعتوں کا احساس تھا۔ ایک موقع پر بے ساختہ ان کے قلم سے چند جملے نکل گئے۔ فرماتے ہیں:

"افسوس ہے کہ زمانہ دماغ سے کام لینے کا کوئی سرو سامان نہ کر سکا۔ غالب کو تو صرف اپنی ایک شاعری کا رونا تھا، نہیں معلوم کہ میرے ساتھ قبر میں کیا کیا چیزیں جائیں گی" ؎

ناروا بود بہ بازارِ جہاں جنسِ وفا
رونقے گشتم و از طالع دکاں رفتم

بعض اوقات سوچتا ہوں تو طبیعت پر حسرت والم کا ایک عجیب عالم طاری ہو جاتا ہے، مذہب، علوم و فنون، ادب انشاء، شاعری کوئی وادی ایسی نہیں ہے جس کی بے شمار راہیں مبداء فیاض نے مجھ نامراد کے دماغ پر نہ کھولدی ہوں اور ہر آن اور ہر لحظہ نئی نئی بخششوں سے دامن دل مالا مال نہ ہوا ہو بجدیکہ ہر روز اپنے آپ کو عالم معانی کے ایک نئے مقام پر پاتا ہوں اور ہر منزل کی کرشمہ سنجیاں پچھلی منزل کی جلوہ طرازیاں ماند کر دیتی ہیں۔ ؎

مازلت انزل فی وادک منزلا
تحیر الالباب عند نزولہا

لیکن افسوس کہ جس ہاتھ نے فکر و نظر کی ان دولتوں سے گراں بار کیا اس نے شاید سرو سامان کار کے لحاظ سے تہی دست رکھنا چاہا۔ میری زندگی کا ماتم یہ ہے کہ اس عہد و محل کا آدمی نہ تھا، مگر اس کے حوالے کر دیا گیا۔"

یہ ارشادات تو ان کے علم و فضل اور فکر و نظر کے بارے میں تھے۔ اس کے بعد ان کی سیرت کا پہلو سامنے آتا ہے اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کے علمی فضائل و محاسن کا پہلو عظیم الشان تھا یا اخلاقی کمالات کے لحاظ سے بڑھے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ایک نابغہ اور نادر روزگار شخصیت تھے۔ چھوٹوں کے لیے ان کا وجود سراپا شفقت، دوستوں کے ہمدرد اور نیازمندوں اور عقیدت کیشوں کے لیے ہمہ تن دعا و سلامتی تھے! لیکن فراعنہ وقت کے مقابلے میں کبھی ان کی کج کلاہی نہ گئی، اوچھوں سے ہمیشہ درگذر کیا۔ کم ظرفوں کو کبھی منہ نہ لگایا اور ان کی کسی بات کا کبھی جواب نہ دیا، غلط کاروں کو ہمیشہ معاف کر دیا، مخالفوں سے بدلہ لینے کا کبھی خیال بھی دل میں نہ لائے۔ عاقبت نااندیشوں نے بعض نوجوانوں سے اخلاق و شرافت کی اقتدار پامال کروائیں عقیدت مندوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہا، مولانا آڑے آئے:

"انہیں معاف کر دو یہ بچے ہیں ان کی کوئی خطا نہیں۔"

دوستوں نے مجبور کیا، مولانا زبان کھولیں۔ جواب ملا:

"میرے بھائی! موسمی ہوائیں ہیں، گذر جائیں گی۔"

جس کو انہوں نے غلط سمجھا، غلط کہا اور جس بات کو انہوں نے صحیح جانا بلا خوف لومۃ لائم اس کا اعلان کیا اور اس کے لیے سینہ سپر ہو گئے۔ ان کے نزدیک حق کے معاملے میں عوام کا اشتعال اور دوستوں کی ناراضگی اضافی چیزیں تھیں۔ مخالفتوں کے طوفان آئے اور بڑے بڑے اصحاب عزم و ہمت تنکوں کی طرح اس میں بہہ گئے، لیکن ان کی استقامت کو کوئی چیز جنبش نہ دے سکی، مصائب و حوادث نے بہتوں کا وقار خاک میں ملا دیا، لیکن مولانا آزادؒ جس مقام پر اس سے نیچے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ عوام کے سیلاب کے آگے بڑے بڑے رہنما خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے اور رہنمائی کے مقام بلند سے ترجمانی کے مقام اسفل میں اُتر آئے، لیکن مولانا کے نزدیک عوام کے جذبات خواہ کتنے ہی تیز و تند کیوں نہ ہوں، انہیں مطاع و مرجع نہیں بنایا جا سکتا۔

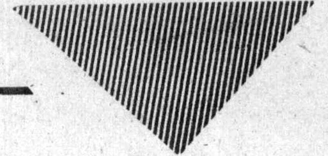
یہی وہ مقام عزیمت تھا جہاں کبھی امام احمدؒ نے پیٹھ پر کوڑے کھائے تھے اور کبھی ابن تیمیہؒ نے

باقی صـ۱۵ پر

تحریر: یحیٰ داد بے نوا خوستی
جامعہ فاروقیہ کراچی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کا پروگرام

فک کل نظام



اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور یہ کہ ہر آیندہ نسل میں ایسے رجال کار کو کھڑا کرتا رہے گا جو دین سے غالی پرستوں کی تحریف اور باطل پرستوں کے غلط ادعا کی اصلاح کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اسی سنت کے مطابق پروردگار عالم نے قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر ۱۱۱۴ھ میں شاہ عبدالرحیم فاروقی کے گھر میں ایک خوش قسمت لڑکا پیدا کیا۔ آج اس کو دنیا شاہ ولی اللہؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ کے تعارف اور تعریف دونوں کے لیے اپنا نام ہی کافی ہے کیونکہ آپ کا مسمی اسم کا مصداق تھا۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اولیاء کے بادشاہ تھے جب یہ بات مسلم ہے کہ آپ مجدد تھے تو مجدد کا رتبہ نبی و صحابی کے بعد غوث قطب اور ابدال سے اونچا ہوا کرتا ہے۔ آج کل فخر ملت، حکیم الامت، دانائے شریعت، شیخ الاسلام حجۃ الاسلام، مفکر اسلام، مناظر اسلام، علامۂ دوران، ارسطوئے زمان، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شمس العابدین وغیرہ جیسے بڑے بڑے القاب ہر کس و ناکس کو دیئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک زمانے میں بعض لوگوں نے ایک صاحب کو ابو الکلام کا لقب دیا تھا۔ اس پر شورش مرحوم نے کہا تھا:

ع ایک یہ ابو الکلام ہے اک وہ ابو الکلام

درحقیقت ان القاب عظیم کو بے جا استعمال کرنا نہ صرف اہل علم کے ساتھ استہزاء اور ظلم ہے بلکہ الفاظ کے ساتھ بھی سخت ناانصافی ہے، کیونکہ ہر لفظ اپنے مصداق پر استعمال کرنا ہی بھلا معلوم ہوتا ہے اور کرنا چاہیے۔ تاکہ ان عظیم الشان الفاظ کی وقعت اور تاثیر برقرار رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ القابات و خطابات کے مستحق حضرت شاہ ولی اللہؒ اور آپ جیسے اکابرین ملت ہیں۔

شاہ صاحب میں وہ سارے اوصاف موجود تھے جن پر مذکورہ خطابات فٹ بیٹھتے ہیں اس کے علاوہ آپ عظیم الشان مفسر، بہترین محدث فقید المثال فقیہ، بے نظیر مصنف بھی تھے اور مقرر مفکر فیلسوف، سیاست دان مصلح اور صاحب طریقت بھی تھے۔ قوم کی اصلاح کے لیے خداوند قدوس ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے جو خاندانی شرافت و علمیت سے ممتاز و اعلیٰ ہو، تاکہ اس کی تربیت ابتداء سے علمی و روحانی اور پاک ماحول میں ہو جائے۔ خانوادہ شاہ ولی اللہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ ددھیال و ننھیال دونوں شرافت و علمیت میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور دونوں کا شجرۂ نصب خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرۃ شاہ عبدالرحیم فاروقی بانی مدرسہ رحیمیہ پابند سنت متقی اور عالم دین تھے۔ اور والدہ محترمہ فخر النساء بھی خدا ترس، عابدہ، زاہدہ، عفت مآب خاتون تھیں پھر صرف والدین ہی نہیں بلکہ دادا و نانا اور اس سے اوپر دونوں طرف سے بڑی بڑی ہستیاں صاحب علم و عرفان گذری ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انسان کی عظمت تو دراصل کمالات سے بڑھتی ہے، لیکن کمالات کے ساتھ اگر خاندان اور اساتذہ بھی بڑے شان والے ہوں تو سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہے رب العزت نے شاہ صاحبؒ کے لیے وہ سب اسباب مہیا کیے جو ایک مجدّد کو دربار الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

خدا نے قوی حافظہ اور شاندار ذہن دیا تھا کہ بچپن ہی میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا۔ پھر عنفوان شباب میں یعنی پندرہ سولہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروجہ نصاب تعلیم سے فارغ ہوئے۔ علوم نقلیہ و عقلیہ میں تو مہارت حاصل کر لی مگر آپ کی علمی پیاس پھر بھی نہ بجھی۔ حجاز تشریف لے گئے وہاں کے مشائخ سے تلمذ طے کیا۔ آپ کی ذہانت کا اندازہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے استاذ ابوطاہر مدنی کردی جیسے معروف محدث کہا کرتے تھے کہ:

"شاہ ولی اللہ حدیث کے الفاظ تو مجھ سے سیکھتے تھے، لیکن حدیث کے معانی و مطالب میں ان سے سیکھ کرتا تھا۔"

حجاز میں دو برس رہنے کے بعد واپس ہندوستان آئے۔ اس وقت ہندوستان کے افق پر بدعات کے سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ تقریباً سارے عوام میں بدعات راسخ ہو چکی تھیں اور سنت کی رسی ہاتھ سے چھوٹ رہی تھی، مسلمانوں کی شوکت چھنی ہوئی تھی، ایسے مضطرب حالات میں شاہ صاحب قدس سرہٗ نے ان کی اصلاح کے لیے دن رات ایک کر دیا اور ساری صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ یہ تو میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آپ بار[illegible] کی ابتداء میں پیدا ہوئے بارہویں صدی [illegible]

تاریخ میں ایک اہم دور سمجھا جاتا ہے۔ یہ صدی گو انسانی تاریخ کا نقطۂ انقلاب ہے تو شاہ صاحب کے تاریخی کارنامے سمجھنے کے لیے بارہویں صدی کا گہرا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے۔ اس صدی نے نوعِ انسانی فکری، سیاسی، انتظامی، سماجی، اقتصادی، معاشی اور علمی اعتبار سے تبدیلیوں کی کن راہوں پر ڈالا ہے ان کو پوری طرح جاننے کے بغیر شاہ ولی اللہ کے فکر اور آپ کا پروگرام:

فَكِّ كُلِّ نِظَام

صحیح طور سمجھ میں نہیں آسکتا، مگر اتنی طویل تاریخ نہ مجھے معلوم ہے اور نہ ایک مضمون میں سما سکتی ہے البتہ اتنا لکھوں گا کہ شاہ صاحب فکری، ذہنی اعتبار سے اس دور کے فاتح ہیں۔ آپ قرآن و سنت کے لیسے شارح ہیں کہ اگر صرف ان کی تشریح پر مبنی پروگرام کو لائحۂ عمل بنایا جائے تو نوعِ انسانی موجودہ کش مکش سے نجات پا سکتی ہے۔ جب تک ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت تھی تو علمائے حق نے خصوصاً مجدد الف ثانیؒ نے اور شاہ ولی اللہؒ نے امراء اور رعایا کی اصلاح کر کے اپنا فریضہ انجام دیا۔ بلا شبہ اس وقت بھی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اتنا ضرور تھا کہ مسلمانوں کی حکومت ہے، مسلمان چاہے برائے نام ہی ہوں، مگر پھر بھی مسلمان ہے، آج نہیں تو کل سمجھانے بجھانے سے راہِ راست پر آجائیں گے۔ شاہ صاحب کو بلند نگاہی اور سیاسی بصیرت سے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ سلطنت مغلیہ اب چراغ سحری ہے، کیونکہ خاندان اور امرائے اہل دربار کے درمیان چپقلش دن بدن زیادہ ہو رہی تھی۔ عیش پرستی اس پر مزید تھی ــــ مگر آپ اس خطرناک صورت حال سے مایوس نہیں ہوئے، تحریر و تقریر، طریقت و بیعت غرض ہر طریقہ سے امراء اور رعایا کی اصلاح کرتے رہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ اس گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ ایک نئی تعمیر کی جائے۔ چنانچہ آپ نے حکومت کا نیا نقشہ پیش کیا اور اسلامی افکار کو نئے انداز سے مرتب کیا جس کا نام آپ نے "فک کل نظام" رکھا یعنی نظام ہائے باطلہ کی بیخ کنی۔ آج دنیا میں کمیونزم، اور سوشلزم کا بڑا چرچا ہے۔ اور دنیا کا ایک طبقہ سیاسی استحکام اور معاشی مساوات کا علمبردار ان نظام ہائے باطل کو گردانتے ہوئے ان کے گن گاتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان نظاموں نے مسائل سلجھانے کی بجائے الجھا کر رکھ دیئے۔

مزید یہ کہ شاہ صاحبؒ نے تو کمیونزم کے بانی کارل مارکس کی پیدائش سے تیس سال قبل قرآن و سنت کی روشنی میں جو پروگرام مرتب کیا تھا اس کی اہمیت کمیونسٹ انقلاب کے رہنماؤں نے بھی تسلیم کر لی اور پروگرام کو انسانی مسائل کے حل کرنے کے لیے ایک شافی نسخہ قرار دے دیا اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ یہ پیغام ہمیں اس وقت پہونچا جبکہ دیار روس میں کمیونزم کے نام پر انقلاب آچکا ہے

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی جب روس گئے تو اس قسم کی گفتگو ہوئی۔ شاہ صاحب نے سب سے پہلے فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جس کا نام فتح الرحمن رکھا۔ اس ترجمے کو اسرائیلی روایات سے بالکل صاف رکھا، اس میں جو فواید اور مصالح و نکات مضمر ہیں ان کا ادراک وہ لوگ ہی کر سکتے ہیں جنہوں نے متعدد تراجم اور مختلف تفاسیر کا مطالعہ کیا ہو۔ اس کے بعد "المسویٰ" شرح موطا امام مالک لکھی اس میں فقہاء کے طریقے سے احادیث و آثار کی شرح فرمائی۔ اور ساتھ ساتھ تحقیق مناط، تنقیح مناط، تخریج مناط کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ یہ مجتہدین کے اصول ہیں جن کے ذریعے سے وہ استنباط مسائل کرتے ہیں۔

آپ نے "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" اور "عقدۃ الجید فی مسائل اجتہاد و التقلید" میں یہ بات پوری تحقیق کے ساتھ واضح فرمائی ہے کہ اجتہادی مسائل میں حق متعدد ہے۔ اسی کو ائمہ اربعہ سے نقل کیا ہے۔ اجتہادی مسائل سے مراد وہ مسائل ہیں کہ جہاں کتاب اللہ اور سنت متواترہ سے کوئی یقینی بات ثابت نہ ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ مقلد تھے۔

آپ نے فوز الکبیر کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو حجم کے اعتبار سے چھوٹا ہے، مگر معانی کے لحاظ سے بہت بڑا اور پُر مغز ہے۔ اس سے شاہ صاحب کی تفسیر قرآن کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔

آپ نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" اور قول جمیل وغیرہ کتابیں تصوف میں لکھی ہیں جن میں توحید وجودی اور توحید شہودی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کو نزاع لفظی قرار دیا ہے اور تمام مشائخ طریقت سے حسن ظن پیدا کرنے کے لیے پوری کوشش فرمائی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، کلام، تصوف تاریخ، سیاست وغیرہ پر انمول کتابیں جو آپ کی تصنیف ہیں آج بھی دنیا کے سامنے موجود ہیں۔

جن میں سے چند یہ ہیں:

فتح الرحمان، فوز الکبیر، الخفیر کثیر، المسوٰی المصفی، ازالۃ الخفا، حجۃ اللہ البالغہ، بدور بازغہ، التفہیمات الٰہیہ، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، لمعات، ہوامع، قول جمیل، قرۃ العینین، انصاف فی بیان سبب الاختلاف، عقدۃ الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید قابل ذکر ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں جو بحوالہ "یورپ کے سنگین مجرم" کے چوراسی ہیں۔

ان کتابوں کے پڑھنے سے مسائل حیات کے ساتھ ساتھ تاریخی حقائق کا بھی ایک بحر بے پایاں نظر آتا ہے۔ آپ کے سامنے دو منزلیں تھیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کی ذہن سازی کی جائے اور اسلامی ہدایات ان کے دلوں میں رچ بس جائیں اور رسومات و بدعات کا قلع قمع ہو جائے ــــ دوسری منزل یہ تھی کہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ واپس آجائے اور مسلمانوں کی گری ہوئی دیوار کو سہارا دے کر مضبوط بنایا جائے۔ پہلی منزل تک پہونچنے کے لیے قوم کو جہاد اور فک کل نظام کی راہ دکھائی اور صحابہ کرامؓ سے انتساب کا فلسفہ پیش کیا۔ چونکہ بات فلسفے تک پہونچی تو اس مناسبت سے یہ کہنا بھی ضروری ہوگا کہ اسلامی ہدایات کی تین حیثیات ہیں:-

۱۔ حقیقت
۲۔ فضیلت
۳۔ حکمت

حقیقت کسی چیز کے مصداق اصلی کو کہا جاتا ہے فضیلت فواید مرتبہ کو کہتے ہیں اور حکمت علت غائی اور فلسفے کا نام ہے۔ مثلاً نماز کے اوقات و

اوصاف اور شرائط وارکان پر بحث کرنا جو فقہا کرتے ہیں، یہ نماز کی حقیقت ہے اور اس حیثیت سے کہ نماز پڑھنے پر کتنا ثواب ملے گا، یعنی ترغیبی نقطۂ نظر سے بحث کرنا جو واعظین اور ناصحین کا کام ہے، نماز کی فضیلت ہے اور اس پہلو کو اجاگر کرنا کہ دن رات میں پانچ نمازیں کیوں؟ رکوع وسجدہ اور قیام وقعدہ میں کیا حکمت ہے تو اس کا نام فلسفۂ نماز ہے۔

شاہ صاحب نے اسلامی ہدایات کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ اس لیے فیلسوف اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام غزالی اور امام رازی کی طرح آپ بھی فلسفۂ اسلام کے خوب ماہر تھے۔

خیر بات دوسری ہو رہی تھی اس بارے میں شاہ صاحب نے ایک اہم کام یہ کیا کہ والیٔ افغانستان احمد شاہ ابدالی سے رابطہ قائم کیا ان کو دعوت دی، انہوں نے دعوت قبول کرلی ابدالی فوج ساتھ لے کر آئے، مرہٹوں سے جنگ لڑی، ان کی طاقت خاک میں ملادی اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دیا، لیکن قوم تن آسان ہو چکی کہ ابدالی کے دیئے ہوئے اقتدار کو بھی نہ سنبھال سکے۔

شاہ صاحب نے ایک جماعت پر توجہ فرمائی جو باطل طاقتوں سے منظم طور پر جہاد کرے، لیکن ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ میں آپؒ کا وصال ہوا اور کام ادھورا رہ گیا۔ پھر یہ کام آپ کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ بن شاہ عبد الغنی نے پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔ وہ اس طرح کہ احیائے اسلام کی خاطر جذبۂ جہاد سے سرشار ایک منظم فوج تیار کی۔ یہ لشکر ہندوستان سے پیدل روانہ ہو کر جہاد بالسیف کرتے کرتے بالآخر بالاکوٹ کی سرزمین پر پہونچا، اس علاقے میں اسلامی حکومت قائم کی مگر کچھ غداروں کی وجہ سے جام شہادت نوش کیا۔

شاہ صاحب نے اپنے پیچھے چار فرزند ارجمند چھوڑے۔ شاہ عبد العزیزؒ، شاہ عبد القادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبد الغنیؒ۔ ان سب نے صحیح معنوں میں جانشینی کا حق ادا کر دیا اور پروگرام ولی اللّٰہی ملک کل نظام کو پروان چڑھایا۔ اور ہر ایک اپنے وقت کے مفسر، محدث اور مجاہد تھے۔

مورخین کہتے ہیں کہ تابعین سے لے کر آج تک دنیا میں تین ایسے افراد گذرے ہیں جن کے پروگرام کو ان کے شاگردوں یا صاحبزادوں نے چار دانگ عالم میں پھیلایا۔ پہلے شخص امام ابوحنیفہؒ ہیں جن کا مسلک ومذہب آپ کے تلامذہ نے پایۂ تکمیل تک پہونچایا، بلکہ آپ کا ہر ایک شاگرد وقت کا امام مانا جاتا ہے۔ ان میں امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ، امام زفرؒ، عبد اللہ بن مبارک بہت مشہور ہیں۔ دوسرے شاہ ولی اللہؒ ہیں جن کے صاحبزادے پوتے، نواسے سب عظیم ہستیاں گذرے ہیں۔ اور سب نے تحریک اور پروگرام ولی اللّٰہی کو زندہ رکھا۔ تیسرے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں سے مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ قابل ذکر ہیں جن پر برصغیر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔

بہرحال شاہ ولی اللہ قدس سرہ ہر لحاظ سے جامع الصفات انسان تھے۔

ہمارے لیے مشعل راہ ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بقیہ: مولانا ابو الکلام آزادؒ

قید وبند کی سختیوں کو لبیک کہا تھا، مولانا کے حصے میں بھی تلخیوں کے گھونٹ اور نفرتوں کے جام آئے انہوں نے صبر وشکر سے ان کو پی لیا اور اُف تک نہ کی۔!

اعتراض صحیح ہو تو آدمی خاموشی سے سن لیتا ہے لیکن لغویات اور بہتان تراشیوں پر کون شخص اپنی زبان بند رکھ سکتا ہے مگر مولاناؒ نے جب ایک مرتبہ عہد کر لیا کہ کبھی کسی ایسی بات کا نہ جواب دیں گے نہ حرف شکایت زبان پر لائیں گے تو پھر کبھی نہ ان کا قلم اٹھا نہ زبان پر کسی کا شکوہ آیا۔ مدت العمر وہ اپنے اس عہد پر قائم رہے۔ ذالک لمن عزم الامور۔

علم وفضل اور سیرت کے ساتھ ان کی خدمات کا پہلو سامنے آتا ہے۔ ان کی خدمات کے میدان بھی اتنے ہی ہیں جتنے علم وفضل اور فکر ونظر کے لحاظ سے ان کی شخصیت کے پہلو ہیں۔ علمی وعملی زندگی کے مختلف میدانوں میں انہوں نے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں کوئی مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا

ان کی شخصیت کے اور بھی کئی پہلو ہیں جو دامن شوق وعقیدت کو اپنی جانب کھینچتے ہیں، ان کی زندگی کا ایک پہلو ان کی شخصیت کا اٹھان ہے۔ انہوں نے ایک مخصوص عقاید وفکر کے خاندان میں آنکھ کھولی اور ایک مخصوص ماحول میں ان کی تعلیم وتربیت ہوئی، لیکن فطرت کی سلامتی نے ان روایتی عقاید وافکار اور زندگی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حق کی طلب وجستجو نے انہیں شک وتذبذب اور الحاد ورفق کی وادیوں کی خاک چھنوائی، لیکن ان کے بخت کی فیروزمندی انہیں ہر نشیب وفراز سے سلامت گذار کر منزل سعادت کی طرف لے گئی۔ اسلام کی صداقت کے متعلق شک اور تذبذب کے تمام کانٹے دل سے نکل گئے، یقین وایمان کی کھوئی دولت دوبارہ مل گئی اور الحاد ورفق کی تمام آلودگیوں سے ان کا دامن فکر وسیرت پاک ہو گیا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

محمد یونس کشمیری حال کبیر والہ

اسلامی تعلیم اور اسکی اہمیت

اگر ہم اپنے معاشرے کا بنظرِ غائر مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے دُور رکھا، انہیں اس کا موقعہ ہی نہیں دیا کہ وہ قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ انہوں نے جب ہوش سنبھالا اور اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالی تو ہر طرف غیر اسلامی عوامل کو کار فرما پایا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی بجائے لایعنی اور فحش قسم کے گانے، فلمی مکالمے اور بازاری قسم کے جملے ان کی قوت سامعہ سے ٹکراتے رہے اور یہ عمل نازیبا تسلسل سے ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے سن رشد کو پہونچے تو اخلاق و تہذیب اور اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہو چکے تھے اور اب تو یہ حال کہ اگر کوئی شخص ان سے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کے متعلق بھی کوئی سوال کرے تو جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔!

آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اور اس میں قصور کس کا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مجرم ہم خود ہیں جنہوں نے اپنے نونہالوں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرنے کے بجائے ایسے اسکولوں اور کالجوں میں داخل کرا دیا جن کا دینی تعلیم و تربیت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان کو ایسے اساتذہ کی نگرانی میں دیا جو خود ایسی تربیت گاہوں سے فارغ ہونے والے ہیں جن میں دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے ظاہر جیسے اساتذہ ہوں گے ایسے ہی آگے شاگرد پیدا ہوں گے۔!

آپ ہی ذرا فیصلہ کریں کہ ہمارے تعلیمی بورڈ میں کتنے ایسے ہیں جنہیں علوم دینیہ پر عبور حاصل ہے اور وہ خود احکام شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو بھی ان احکامات پر عمل پیرا دیکھنے کے خواہش مند ہیں؟

اگر کوئی قوم کسی دوسری قوم کو اس کے مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور معاشرتی اصولوں سے ہٹا کر اپنے اصول و ضوابط پر چلانے کی خواہش مند ہوتی ہے تو سب سے پہلے مخالف قوم کے نوجوانوں کو اپنے اعلیٰ افکار و عوامل کے ذریعہ اپنا ہمنوا بنا لیتی ہیں اور اس مقصد کے لیے اوّلاً وہ تعلیمی اداروں میں اپنے مہلک اثرات ان کے ضمیر کو اپنی تہذیب ملمع کاری کے ذریعہ جگمگاتے ہوئے اصولوں اور دلفریب معاشرتی نظام جیسے مہلک ہتھیاروں سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ اور پھر انہی کے توسط سے رفتہ رفتہ اپنے افکار کو قوم کے نوجوانوں کے ناپختہ ذہنوں میں اتار دیتی ہے۔

یہ سب کچھ اس قدر ہوشیاری سے ہوتا ہے کہ مغلوب قوم اسے اپنی خوش بختی تصور کرتی ہے اور ایسی دلدل میں اپنی گردن تک بخوشی ڈوب جاتی ہے اور جب ان کی آنکھیں کھلتی ہیں تو پانی سر سے گذر چکا ہوتا ہے۔ بیچاری قوم تاسف سے ہاتھ ملتی رہ جاتی ہے، لیکن اب پچھتائو تو کیا فائدہ جب کہ چڑیاں چگ گئیں کھیت۔!!!

آج ہم اپنے گھروں میں غیر ملکی تہذیب و تمدن کو بصد شوق و ناز پروان چڑھنے کا موقع دے رہے ہیں۔ ہر معاملے میں یورپی ممالک کی پیروی باعثِ صد افتخار سمجھ رہے ہیں۔ ہم مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اپنے مذہب، تہذیب اور سنہری معاشرتی اصولوں سے بہت دور ہوتے جا رہے ہیں آج جس دلدل میں ہم دھنستے جا رہے ہیں اس کی ہلاکت کا اندازہ شاید ہمیں نہیں۔

ذرا ان ممالک کی طرف دیکھیے جو اس تہذیب حاضر کے امام کہلاتے ہیں وہاں کے لوگ آج کس قدر پریشان حال زندگی گذار رہے ہیں۔ ظاہری طور پر اگرچہ ان کے پاس ہر طرح کا سامانِ تعیش موجود ہے، لیکن جسے سکون کہتے ہیں وہ اس دیس سے عنقا ہو چکا ہے اور وہاں کے عوام انتہائی ذہنی پریشانی میں مبتلا ہیں۔

کیا اس تہذیب کے پیروکاروں کی اس قدر عبرت ناک حالت بھی ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں؟ کیا ہمیں اس وقت کا انتظار ہے جب ہم بھی اسی حالت کو پہونچ جائیں جس سے آج مغربی ممالک گذر رہے ہیں۔؟ اے کاش! کہ ہماری آنکھوں سے غفلت کے پردے اُتر جاتیں اور ہم میں اپنی اس آیندہ تباہی و بربادی کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے جو رفتہ رفتہ ہماری مقدر بنتی جا رہی ہے۔

آج کا نوجوان تہذیب و اخلاق سے اس قدر دُور ہوتا جا رہا ہے کہ زبان و قلم بیان کرنے سے قاصر ہے حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ ملک سے مخلوط تعلیم کو ختم کر کے اسکول اور کالجز کے موجودہ نصاب پر نظر ثانی کرتی

بقیہ صہ

قاری محمد انور نعمان پورہ باغ آزاد کشمیر

اسلام کا طرزِ حکومت اور اس کی خصوصیات

اسلامی طرزِ حکومت تکوین حکومت کی ایک مستقل اور متعین تاریخی مثال ہے جس کی مثال نہیں لائی جاسکتی۔ یہ طرز حکومت چاند سورج کی طرح اپنا روشن چہرہ رکھتا ہے اور اس کے ساتھ اسکی وہ تمام خصوصیات وابستہ ہیں جن کی بنا پر دنیا کے نظام ہائے حکومت کے مقابلے میں اس کا امتیاز معلوم ہوتا ہے۔ اس طرزِ حکومت کو دنیائے قدیم اور دنیائے جدید کے کسی نظریۂ حکومت سے مکمل مطابقت نہیں دی جاسکتی۔ ارسطو کے زمانے سے اس وقت تک حکومت کے بہت سے نظریے دنیا کے سامنے آچکے ہیں، لیکن ان میں سے کسی میں بھی وہ تمام باتیں موجود نہیں ہیں جن کا اسلام کے طرز حکومت میں یکجا ہونا ضروری ہے۔

اسلام کے طرزِ حکومت میں ہر حکومت کا اچھا پہلو نظر آتا ہے اور ہر فاسد پہلو اس کے دائرۂ تصور سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کو کسی ایک نظریہ کے مطابق ظاہر کرنے سے زیادہ یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ ایک مثالی اور معتدل طرز حکومت ہے جس میں تمام نظریوں کا اعتدال موجود ہے۔ یہ طرز حکومت چند بنیادی اصولوں پر مبنی ہے جن کو تسلیم کرنے کے بعد اسے ترقی پذیر طرز حکومت کہنا زیادہ صحیح ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی بنیادوں پر قائم ہونے کے بعد ہر زمانے کے ترقی یافتہ حالات اور [illegible] مطابقت پیدا کرلیتی ہے۔ یہی وہ اصول ہیں جن کو ذہن نشین کرنے سے دوسرے نظام ہائے حکومت سے اس کا جزوی اور کلی امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔ اس میں بادشاہت کی مرکزی شان اور اقتدار ایمانی، حکومت کی یک جہتی، جمہوریت کی ہمہ گیر حقوق پسندی اور فرض شناسی اور اشتراکیت کا ہمہ گیر جذبہ مساوات اور احساس دردمندی آمریت کی مرکزیت اور طاقت بکمال اعتدال کے ساتھ جمع ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دوسرے نظریئے اپنی خوبیوں کے گرانبار دامنوں کو حکمت عملی کے میدان میں نہیں سنبھال سکے اسلامی حکومت نہ صرف یہ کہ ان تمام خوبیوں کی امین ہے، بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب بھی رہی ہے۔

وہ بنیادی اصول جن سے اسلامی حکومت کبھی علیحدہ نہیں ہوسکتی مندرجہ ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

أ حکومتِ الٰہیہ۔ اسلامی حکومت کا سب سے پہلا اور قطعی اور بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ اپنی حکمت عملی کے سیاسی دائرے میں مکمل طور پر ایک خدائی تنظیم ہے اس کے حلقہ کار میں ساری حکومت اور ساری ماتحتی کا مدار کائنات کے ایک خدا کی بالادستی پر ہے۔ دنیا ایک عظیم الشان کارخانہ کے مانند ہے جس کے تمام پرزے اپنے موجد کے حکم کے ماتحت صحیح طور سے حرکت کرنے پر مامور ہیں۔

ب خلافت۔ یعنی سیاسی نیابت۔ حکومت خدا کی چیز ہے۔ انسان خدا کی طرف سے کارخانۂ حکومت کا نمائندہ، نائب اور ذمہ دار ہے یہ دوسرا اصول ہے جس نے اسلامی حکومتوں کو تمام حکومتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔

تمام اچھے انسان بھائی ہیں۔ حقوق میں برابر آزاد ہیں، ایک دوسرے کے ساتھی ہیں امین ہیں اور حکومت کے وارث ہیں۔ اسلامی حکومت اعلیٰ طرز کی امامت ہے۔ امامت ایک قطعی اصول ہے جس سے اسلامی طرزِ حکومت دوسری حکومتوں سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اسلامی حکومت انسانیت عامہ کی حکومت ہے اسلام دنیا کی وہ واحد طاقت ہے جس نے سب سے پہلے انسانیت کو سیاسی نظام کی بنیاد قرار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ انسان کو خدا نے اعلیٰ ترین معیار پر پیدا کیا ہے۔ اسلام کا ظہور مکہ میں ہوا ہے اور قرآن نے جب پہلی بار دنیا کو احکام سنائے تو اس نے کسی قبیلہ، کسی قوم، کسی ایک ملک کو خطاب نہیں کیا بلکہ اپنا مخاطب تمام انسانوں کو قرار دیا ہے

اسلام کے قانون میں موجودات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کا تعلق انسانیت کے فائدۂ عامہ سے نہ ہو۔ فتح مکہ کا واقعہ اسلامی حکومت کی تاسیس کی حقیقی تاریخ کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دشمنوں سے انتقام لینے کا دن تھا، لیکن ایسے دن میں اسلامی تعامل نے یہ ثابت کر دیا کہ انتقام پر انسانیت غالب ہے حضور اکرم نے کعبہ کے دروازے پر تین اہم اعلان فرمائے۔

۱ ایک یہ کہ: مکہ ہمیشہ کے لیے دار الامن ہے۔
۲ دوسرا یہ کہ: تمام انسان آزاد ہیں۔
۳ تیسرا یہ کہ: آج خاندانی نسل و غرور کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور تمام انسان برابر ہیں ان میں برتری صرف دینداری کے اعتبار سے نہ کہ قوم و قبیلہ کے اعتبار سے۔

نبی کریم کے ان فرامین کے پیش نظر یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس حکومت میں عالمگیر رجحان کا فقدان ہو اس کو اسلامی نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اسلامی حکومت شہنشاہیت کے سخت خلاف ہے۔ اسلام میں شخصی حکومت کا کوئی وجود نہیں اسلام خدا کی بادشاہی کا داعی ہے۔ اسلامی طرز حکومت آج کل دستوری اصطلاح میں نہ جمہوری ہے نہ شخصی، بلکہ وہ یہ سب کچھ ہے اور ان سب سے الگ بھی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام میں بادشاہت یا شہنشاہیت نہیں ہے۔ حکمران فرمانروا تو الگ رہا خود نبی کے متعلق

معصوم ہونے کا عقیدہ ہوتا ہے وہ بھی حقوق العباد یا دنیوی معاملات میں انہی قوانین کا پابند ہوتا ہے جو عام لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم نے اہل بیعت میں کسی کی خلافت نیابت کی وصیت نہیں فرمائی اور یہی خلفائے راشدین کا عمل رہا ہے۔ قرآن پاک میں تو مسلمانوں کی شان ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ باہمی مشوروں سے اپنے معاملات طے کرتے ہیں ـــ!

اسی طرح آج کل کی اصطلاح میں جس کو جمہوری نظام حکومت کہتے ہیں اس میں اور اسلامی جمہوریت میں فرق ہے۔ موجودہ جمہوری نظام میں تو عددی اکثریت پر ہی تمام فیصلوں کا مدار ہوتا ہے، اگر کسی کی طرف اکاون ووٹ ہیں اور وہ سب کے سب جاہل ہیں اور خود غرض اور معاملہ نافہم ہوں، ان کے برخلاف دوسری طرف ایک ووٹ کم ہو یعنی پچاس ہوں لیکن یہ سب معاملہ فہم صاحب الرائے ہوں تو فیصلہ اسی گروہ کے حق میں ہوگا جس کو ایک ووٹ کی اکثریت حاصل ہے۔ غرض اسلام کا طرز حکومت کچھ اس طرح کا ہے کہ وہ آج کل کی مروجہ طرز ہائے حکومت میں سے ہر طرز میں جتنی عمدگی اور خوبی ہے وہ اسلام نے لی ہے اور اس میں جو حصہ مضر اور لائق مذمت تھا اس کو ترک کر دیا ہے



بقیہ اسلامی تعلیمات

اور ایسا نصاب ترتیب دیا جاتا جس میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہوتا لیکن اس کے برعکس مدارس عربیہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ (مدارس میں صرف ملائیت ہی کو نہ سیکھا جائے) اس پر جتنا بھی تاسف کیا جائے کم ہے۔

مدارس عربیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے جید اور بے باک علماء پیدا کیے جنہوں نے اپنے اپنے دور کے فرعونوں کا مقابلہ کیا اور ایسی ایسی مثالیں چھوڑ گئے ہیں کہ اپنے تو اپنے غیر بھی داد تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

پاکستان قومی اتحاد کے قاید حضرت مولانا مفتی محمود صاحب آخر کس کالج سے فارغ ہیں؟ فکر مدارس عربیہ کے طلبہ کا نہیں، بلکہ ملک کے ان ۹۵ فی صد طلباء کا کرنا چاہیے جو مکمل طور پر مغربی تعلیم کی آغوش میں پلے جا رہے ہیں۔

خط وکتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جماعتی کارکن تنظیمی اُمور کی طرف زیادہ توجہ دیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم جناب مولانا زاہد الراشدی اور ہفت روزہ ترجمان اسلام کے ایڈیٹر جناب اکرام القادری نے گذشتہ دنوں مردان، شہباز گڑھی سخاکوٹ، بٹ خیلہ اور تنگی ہشت نگر کا دورہ کیا اور جماعتی احباب و رفقاء سے تنظیمی و سیاسی اُمور پر تبادلہ خیالات کیا۔ اس دوران انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان کے امیر حضرت مولانا لطف الرحمٰن صاحب سے ضلع مردان کی تنظیمی صورت حال پر گفتگو کی اور سخاکوٹ میں جمعیۃ علماء اسلام مالاکنڈ ایجنسی کی طرف سے دیئے گئے استقبالیے میں شرکت کی جس میں جمعیت کے ضلعی عہدہ دار اور کارکن بھی شریک ہوئے۔

علاوہ ازیں انہوں نے موضع سیرے میں تحریک آزادی کے نامور قاید حضرت مولانا عزیز گل مدظلہ کی زیارت کی اور ان سے مختلف امور پر ان سے بات چیت کی۔

مختلف مقامات پر جماعتی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی اور جناب اکرام القادری نے ان پر زور دیا کہ وہ جمعیۃ کو تنظیمی اعتبار سے مضبوط اور مستحکم بنائیں اور باہمی رابطہ اور دفتری نظام کو دستور کے مطابق درست کریں۔

پیپلز پارٹی کو مارشل لاء کی مخالفت کا کوئی حق حاصل نہیں • مفتی محمود

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور قراردادیں

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۶ فروری بروز پیر دار العلوم سرحد پشاور میں حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ صوبہ سرحد کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں صوبائی عہدیداروں اور ارکان مجلس شوریٰ کے علاوہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ اور ناظم مرکزیہ مولانا زاہد الراشدی تنظیمی صورت حال اور مرکزی مجلس عاملہ کی ہدایات کی روشنی میں آئندہ پروگرام پر غور کیا گیا۔

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود:

نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال پر روشنی ڈالی اور شرکاء اجلاس کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور شاہ ایران کے ساتھ حالیہ ملاقات اور دیگر تازہ امور سے آگاہ کیا۔ آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کو تنظیمی لحاظ سے ایک مضبوط، مستحکم اور فعال جماعت کی حیثیت دینے کے لئے پرخلوص اور مسلسل محنت کریں تاکہ ہم پورے نظم وضبط کے ساتھ قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ آپ نے کہا جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن جس طرح تحریک اور الیکشن میں جوش وخروش کے ساتھ کام کرتے ہیں اسی طرح انہیں عام حالات میں بھی جماعتی نظم ونسق کو مضبوط بنانے کے لئے کام کرنا چاہیئے۔

ملک کی عام سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ملک میں سیاسی سرگرمیوں کی بلا تاخیر بحالی اور عام انتخابات کا جلد از جلد انعقاد ضروری ہے تاکہ منتخب اور نمائندہ حکومت قائم ہو کیونکہ عوام کے سنگین مسائل کو ایک نمائندہ حکومت ہی بہتر طور پر حل کر سکتی ہے۔

آپ نے کہا ہم احتساب کے خلاف نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ احتساب کا عمل مکمل اور ہمہ گیر ہو لیکن اسے اتنا طویل نہیں ہونا چاہیئے کہ انتخابات غیر ضروری طور پر معرض التواء میں پڑ جائیں۔ اسی لئے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ احتساب کا عمل جلد از جلد مکمل کیا جائے اور انتخابات کی واضح تاریخ کا اعلان کیا جائے۔

قائد جمعیۃ نے کہا ہم سیاسی ورکر ہیں اور کسی غیر سیاسی سرگرمی کی حمایت نہیں کر سکتے اور ہم نے موجودہ مارشل لاء کا بھی صرف اس لئے خیر مقدم کیا ہے کہ اس نے ملک وقوم کو خوفناک خانہ جنگی سے بچا لیا ہے۔ اور بھٹو نے ملک میں وسیع پیمانے پر سیاسی قتل وغارت کا جو پروگرام بنایا تھا اسے ناکام بنا دیا ہے۔ اس کے بعد ہماری جدوجہد آج بھی جمہوریت کے لئے ہے اور ہم مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں کہ ملک میں جلد از جلد انتخابات منعقد کرائے جائیں اور سیاسی سرگرمیاں بلا تاخیر بحال کی جائیں۔

آپ نے کہا آج پیپلز پارٹی مارشل لاء کی مخالفت کی باتیں کر رہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آخر وہ کس منہ سے مارشل لاء کی مخالفت کرتی ہے جبکہ پیپلز پارٹی کے بانی اور چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو خود مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے ۵۸ء میں وزارت کا حلف مارشل لاء کے تحت اٹھایا پھر یحییٰ خان کے دور میں مارشل لاء کے تحت نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بنے۔ اس کے بعد چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے برسر اقتدار آئے۔ انہوں نے ہماری مخالفت کے باوجود مارشل لاء کو باقی رکھنا چاہا اور ان کی پارٹی اور ہمنوا گروپوں کے ۱۰۴ ارکان قومی اسمبلی نے مارشل لاء کو باقی رکھنے کی حمایت کی شرمناک دستاویز پر دستخط کئے جبکہ ہم نے اس وقت بھی مارشل لاء کی مخالفت کی اور صوبہ سرحد وبلوچستان میں مارشل لاء کی موجودگی میں صوبائی حکومتیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اب حال ہی میں پاکستانی عوام کی تاریخ ساز تحریک کو بھی بھٹو نے مارشل لاء کے ذریعہ کچلنے کی کوشش کی اس لئے پیپلز پارٹی کو مارشل لاء کی مخالفت کرنے سے پہلے اپنے ماضی پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے۔

مفتی صاحب نے کہا پاکستان کے عوام نے جس تحریک میں بے پناہ قربانیاں دیں وہ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ ابھی اس کا صرف ایک حصہ مکمل ہوا ہے کہ ایک ظالم اور جابر حکمران سے نجات حاصل کی ہے لیکن دوسرا حصہ ابھی باقی ہے اور وہ ملک میں نظام مصطفےٰ کا مکمل نفاذ ہے۔

ابھی لَآ اِلٰہَ ہوا ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کا مرحلہ
ابھی باقی ہے

اس لئے ہمیں اس مقصد کی تکمیل کے لئے جدوجہد جاری رکھنی ہے اور مل جل کر پاکستان قومی اتحاد کے پلیٹ فارم پر آگے بڑھنا ہے۔

مولانا سید محمد ایوب بنوری:

صدر اجلاس نے شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملکی سیاسیات میں دینی مقاصد کے لئے حصہ لے رہی ہے اس لئے سیاسی جدوجہد میں ہماری محنت صرف سیاست نہیں بلکہ عبادت بھی ہے کیونکہ ہم ملک میں خدا کا نظام نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا ہمیں خلوص اور [illegible]

صلاحیتوں، کو جماعتی مقاصد کے لئے استعمال میں لانا چاہئے تاکہ ہمارے عظیم اکابر نے بے پناہ قربانیاں دے کر دینی و سیاسی جدوجہد کی جو میراث ہم تک پہنچائی ہے ہم اس کا حق ادا کر سکیں اور اکابر کی اتباع کرتے ہوئے اپنے مشن کی طرف آگے بڑھ سکیں۔

مولانا قاضی عبداللطیف:

ناظم مرکزیہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی و ضلعی عہدیداروں پر زور دیا کہ وہ جماعتی آرگن ہفت روزہ ترجمان اسلام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی طرف توجہ دیں تاکہ ہمارا جماعتی پروگرام اور پیغام عام ہو اور زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکے۔

مولانا زاہد الراشدی:

ناظم مرکزیہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے دفاتر کے نظام کو دستور کے مطابق درست کرنے اور باہمی رابطہ کو باضابطہ بنانے پر زور دیا اور تمام شاخوں سے کہا کہ وہ بالائی جمعیۃ کی ہدایات پر نہ صرف مکمل عمل کریں بلکہ عملدرآمد کی رپورٹ بھی بالائی جمعیۃ کو باضابطہ ارسال کریں۔

صاحبزادہ عبدالباری جان:

ناظم عمومی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ مرکزی مجلس عاملہ کی ہدایات کے مطابق صوبائی عہدہ دار صوبہ کے مختلف حصوں کے تنظیمی دوروں کے پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔ اس طرح ضلعی عہدہ داروں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ کار میں دورے کر کے کارکنوں کو متحرک کریں اور کام کو آگے بڑھائیں آپ نے صوبہ میں جمعیۃ کی گذشتہ کارگزاری کی رپورٹ بھی پیش کی۔

اجلاس سے مولانا عزیز الرحمن امیر ضلع پشاور، مولانا لطف الرحمن امیر ضلع مردان، مولانا عزیز الرحمن بونیری، مولانا فضل رازق ناظم عمومی ضلع ایبٹ آباد، مولانا حبیب گل، سابق ایم۔ این۔ اے، حاجی محمد ابراہیم پراچہ، ناظم عمومی ضلع کوہاٹ اور دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا۔

علاقائی اجلاس:

اجلاس میں طے پایا کہ کام کا آغاز کرنے کیلئے صوبہ سرحد میں علاقائی طور پر ضلعی مجالس عاملہ کے چار مشترکہ اجلاس منعقد کر کے دورے کے لئے پروگرام اور گروپ تشکیل دیئے جائیں، اس سلسلہ میں :۔

ڈیرہ ڈویژن: کے دو اضلاع ڈیرہ اسمٰعیل خان اور بنوں نیز ضلع کوہاٹ کی ضلعی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس ۱۲ فروری کو ہوگا۔

ہزارہ ڈویژن: کے تین اضلاع کوہستان، مانسہرہ اور ایبٹ آباد کی ضلعی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس وسط مارچ میں ہوگا۔

مالاکنڈ ڈویژن: کے چار اضلاع سوات، دیر، چترال اور مالاکنڈ ایجنسی کی ضلعی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس ۴ مارچ بروز ہفتہ اوچ ضلع دیر میں منعقد ہوگا۔

پشاور ڈویژن: کے دو اضلاع پشاور اور مردان کی ضلعی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس ہفتہ عشرہ میں منعقد ہوگا۔

ان تمام اجتماعات میں صوبائی عہدہ داران بالخصوص امیر اور ناظم عمومی شریک ہوں گے اور ضلعی عہدیداروں کو ہدایات دیں گے۔

ساڑھے تین گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد اجلاس قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کی دعا پر اختتام پذیر ہوا اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

اظہار تعزیت:

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حضرت العلوم مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی اور حضرت مولانا قاضی عبدالحی آف بٹ خیلہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی ملی و دینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔

اسلامی قوانین:

یہ اجلاس اعلیٰ عدالتوں کو غیر اسلامی قوانین کی منسوخی کے اختیارات دیئے جانے کا خیر مقدم کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اسے مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے اعلیٰ عدالتوں کو اسلام کے ماہر مستند علماء کی خدمات فراہم کی جائیں۔

انتخابات کی تاریخ:

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ محاسبہ کا عمل جلد از جلد مکمل کر کے انتخابات کی واضح تاریخ کا اعلان کیا جائے تاکہ سیاسی جمود ختم ہو۔

عام معافی کا اعلان:

یہ اجلاس خان عبدالولی خان اور ان کے رفقاء کی رہائی اور بلوچستان میں عام معافی کے اعلانات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے مفید قدم قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں ایسے افراد کے لئے عام معافی کا اعلان کیا جائے جو بھٹو حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر ملک چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے تھے۔

سیاسی سرگرمیاں: یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں سیاسی سرگرمیاں جلد از جلد بحال کی جائیں اور سیاسی کارکنوں کے خلاف سابق حکومت کے درج کردہ تمام مقدمات بلا تاخیر واپس لئے جائیں۔

روزمرہ مسائل: یہ اجلاس عوام کے روزمرہ مسائل میں اضافہ بالخصوص اغواء، قتل، چوری، رشوت، بدعنوانی اور مہنگائی کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور سول انتظامیہ کو اس سلسلہ میں کلیۃً ناکام قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان مسائل کی سنگینی کو کم کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کئے جائیں۔

مسئلہ کشمیر: یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرانے کیلئے مؤثر اور فوری اقدامات کئے جائیں۔

قبائلی عوام: یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ قبائل کے عوام کو بالغ رائے دہی کی بنیاد پر اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔

نظامِ مصطفےٰ کی صحیح تعبیر دورِ خلافتِ راشدہ ہے

پاکستان کی حقیقی منزل دورِ خلافتِ راشدہ کا احیاء ہے

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس

گذشتہ دنوں مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے اکابرین اہل سنت نے شرکت فرمائی۔ آئندہ سہ سالہ مدت تک کے لئے جماعت کا امیر مرکزی مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری، سید عبدالمجید ندیم جنرل سیکریٹری، حاجی محمد لقمان صاحب خازن مرکزی اور مولانا محمد حسین صاحب حیدری نائب صدر، حافظ سلطان احمد صاحب نائب ناظم چنے گئے۔

مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ پاس ہوئیں:۔

۱۔ ملک میں فوری طور پر نظام مصطفےٰ خلافت راشدہ کے دور کی اساس پر نافذ کر کے حالات کو پرسکون بنایا جائے۔

۲۔ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں اور عام تعطیل کی جائے۔

۳۔ قومی ذرائع ابلاغ ریڈیو۔ ٹی وی پر خلافت اسلام نشریات فوری طور پر بند کر کے ایک مخصوص فرقہ کی اجارہ داری ختم کی جائے اور اہل سنت وجماعت کے عقائد و نظریات کے پرچار کے لئے اہل سنت کے نمائندہ علماء کو وقت دیا جائے۔

۴۔ بھٹو کے دور میں نصاب دینیات جدا کر کے جس فتنہ و فساد کی بنیاد رکھی گئی تھی اس کے ازالہ کے لئے نصاب دینیات خالص اہل سنت وجماعت کے عقاید نظریات پر مبنی نصاب رائج کیا جائے۔

۵۔ محرم وغیرہ نئے لائسنس کا اجرا بند کر کے سابقہ لائسنسوں پر نظر ثانی کی جائے اور سنی آبادیوں میں ماتمی جلوس پر پابندی عائد کر کے امن و امان کو بحال کیا جائے۔

۶۔ حضرت بنوری اور ہلوی رحمۃ اللہ علیہما کی وفات پر قرارداد تعزیت پاس ہوئی اور ان ہر دو بزرگوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات کو مرکزی شوریٰ کا ممبر منتخب کیا گیا۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں والے سرپرست ہوں گے۔

مولانا علی محمد صاحب کبیر والا دارالعلوم عیدگاہ۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب ڈیرہ غازیخان حضرت مولانا عبدالحئی صاحب جام پوری حضرت صاحبزادہ میاں عزیز احمد ہلوی شجاع آباد۔ حضرت صاحبزادہ مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی خانپور، حضرت صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کراچی۔ حکیم محمد شریف صاحب پتوکی قصور۔ صاحبزادہ سید عبدالرشید صاحب لاہور۔ مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتان، الحاج سردار سعد اللہ خان صاحب میانخیل ڈیرہ اسماعیل خان۔ شیخ عزیز الرحمٰن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان، الحاج رائے امان اللہ خانصاحب سرگودھا۔ جناب صلاح الدین صاحب ٹیکسلا راولپنڈی الحاج میاں عمر دراز صاحب سرگانہ جھنگ۔ مولانا عبدالصمد صاحب صادق آباد ورحیم یار خان۔ مولانا محمد اسحاق صاحب ملتان۔ مولانا محمد امان صاحب کبیر والا ملتان، جناب محمد خان عزیز صاحب خیر پور میرس سندھ۔ مولانا سمیع اللہ جان فاروقی پشاور۔ حاجی محمد بشیر صاحب مٹھل نجیب۔ حکیم عبدالرشید صاحب انور ہری پور ہزارہ۔ مولانا رشید احمد صاحب شجاع آباد۔ مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی ساہیوال۔

علاوہ ازیں مرکزی عہدہ داران شوریٰ کے بھی ممبر ہونگے۔

موتُ العالِمِ موتُ العالَم

حضرت مولانا محمد عبدالمعز المعروف مولانا قاری حکیم محمد امیر عالم صاحب موضع کھولیاں دہلی کلاداں ہری پور ہزارہ والے تقریباً ایک سو پانچ سال کی عمر میں بروز جمعۃ المبارک ۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون ۰

مرحوم نہایت متقی پرہیزگار عظیم بزرگ۔ جید عالم۔ جید فقیہہ۔ جید حکیم۔ سبعہ کے قاری گوشہ نشین اور سلف صالحین کی زندہ تصویر تھے۔

حضرت گوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے اس لئے زندگی کے آخری ایام تک اپنی بستی ہی میں گوشہ نشین ہو کر دینی تعلیم میں معروف رہے۔

دعا ہے رب العزت حضرت کی دینی خدمات کو قبول فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت کے پسماندگان میں بڑے صاحبزادے مولوی محمد عبد اللہ صاحب گذشتہ دنوں میں ٹانک (ڈیرہ اسماعیل خان) سنٹر میں پولیٹیکل ایجنٹ تھے اور آج کل جدہ شریف سے وزارت خارجہ پاکستان میں فرسٹ سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہیں۔

دوسرے صاحبزادے مولوی محمد عبد الباری صاحب ایم۔ اے گورنمنٹ کالج حویلیاں میں پروفیسر ہیں۔

تیسرے صاحبزادے مولوی قاری محمد عبد البصیر علوی مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم متصل تھانہ گوالمنڈی لاہور میں صدر مدرس ہیں۔

حضرت کا تعلق خاص کر حضرت مولنا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دار العلوم امینیہ دہلی
حضرت مولنا عبد اللہ صاحبؒ کندیاں شریف
حضرت مولنا حسین علیؒ
حضرت مولنا سلطان محمود صاحبؒ کٹھیالہ شیخاں ضلع سرگودھا
حضرت مولنا حکیم عبد الرسول صاحب سرگودھا
حضرت مولنا قاضی نور محمد صاحبؒ قلعہ دیدار سنگھ
بھیرہ اور انّی شریف کے بزرگوں کے علاوہ حضرت مولنا غلام اللہ خاں صاحب مدظلہ راولپنڈی۔ حضرت مولنا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ گوجرانوالہ سے تھا۔

قارئین کرام ترجمان اسلام سے دعا کی درخواست۔

منجانب :- میاں عبد الرحمٰن
خطیب جامع مسجد نئی انار کلی۔ لاہور شہر

منڈی صادق گنج

جمعیت علماء اسلام ضلع بہاول نگر کے نائب صدر حاجی محمد یسین صاحب و ناظم مولانا بشیر احمد شاد۔ و ناظم مولانا محمد رفیق صاحب کے اعزاز میں مقامی جمعیت نے استقبالیہ دیا جس میں مولانا بشیر احمد شاد نے جمعیت کے ورکروں سے خطاب کیا۔ جماعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد ازاں شہر کے متعدد افراد نے جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر	سیٹھ جان محمد صاحب
نائب صدر	میاں محمد شریف صاحب
ناظم عمومی	میاں قطب الدین صاحب
ناظم	منشی محمد یعقوب صاحب
ناظم اطلاعات	خوشی محمد صاحب
خازن	ڈاکٹر نور محمد صاحب

سیرت کانفرنس :

جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولنگر کی سیرت کانفرنس مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۷۸ء جامع مسجد چشتیاں میں منعقد ہو گی۔

پروگرام کے مطابق دو بجے دن بعد نماز ظہر ضلعی ورکروں کی طرف سے استقبالیہ دیا جائے گا۔

ساڑھے چار بجے بعد نماز عصر پریس کانفرنس ہو گی۔

رات بعد از نماز عشاء جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہو گا

شرکاء کانفرنس

مولانا محمد شریف صاحب	مولانا غلام ربانی صاحب
قاری نور الحق صاحب قریشی	مولانا محمد لقمان صاحب
مولانا منظور احمد چنیوٹی	مولانا قاری محمد حنیف صاحب
مولانا احمد سعید لدھیانوی	ملک عطاء اللہ صاحب
سید امین گیلانی صاحب	مرزا غلام نبی جانباز

عنصر بخاری

ہارون آباد میں مولانا محمد شریف صاحب وٹو نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام کے اعزاز میں عشائیہ

مولانا محمد شریف صاحب وٹو کے اعزاز میں مورخہ ۲۸ جنوری کو مغرب کے بعد حاجی محمد یسین صاحب کے مکان پر ایک عشائیہ دیا گیا جس میں معززین شہر کے علاوہ مولانا محمد یوسف صاحب بہاولنگر۔ مولانا بشیر احمد شاد چشتیاں، مولانا عبد اللطیف صاحب بہاولنگر۔ مولانا محمد قاسمی فقیر والی۔ مولانا محمد اسلم شاکر فقیر والی۔ محمد امین صاحب بہاولنگر نے شرکت کی۔

مولانا محمد شریف وٹو نے کارکنوں کو مرکزی و صوبائی مجالس عاملہ کے فیصلوں سے آگاہ کیا۔ ضلعی سیرۃ کانفرنس کے پروگرام کو آخری شکل دی گئی کہ یہ کانفرنس چشتیاں میں روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد کی جائے۔

ترجمان اسلام کی جن ایجنسیوں نے ابھی تک رقوم کی ادائیگی نہیں کی انہیں فوری طور پر ادائیگی کے لئے کہا جائے۔

نیز ترجمان اسلام کی اشاعت کو بڑھانے کے سلسلہ میں تجاویز پیش ہوئیں۔ ایک تو ضلع بہاولنگر میں کم از کم ترجمان اسلام کے دو سو پرچے لگنے چاہئیں۔ ہارون آباد ۵۰ پرچے، چشتیاں ۵۰ پرچے۔ فقیر والی ۲۰ پرچے۔ بہاولنگر ۳۰ پرچے۔ فورٹ عباس ۱۵۔ منچن آباد ۲۰ پرچے آرہے ہیں۔ فقیر والی ۵ پرچوں۔ بہاولنگر ۲۰ پرچوں اور منچن آباد میں ۲۰ پرچوں کے اضافے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز منڈی صادق گنج اور ڈونگہ بونگہ ۱۰-۱۰ پرچے لگوانے کا فیصلہ ہوا۔ اس طرح ضلع بہاولنگر میں ترجمان اسلام کی اشاعت ۲۶۰ پرچوں تک پہنچ جائے گی۔

نیز یہ بھی طے پایا کہ ضلع کی ہر تحصیل سے ترجمان اسلام کے ۲۵-۲۵ مستقل خریدار بنائے جائیں جنکا چندہ پیشگی دفتر ترجمان اسلام کو بھیجا جائے اور ۲۹ فروری آخری تاریخ تجویز ہوئی کہ اس تاریخ تک ضلع بہاولنگر کی تحصیلوں سے ۱۰۰ ترجمان اسلام کی رقم دفتر بھیجدی جائے۔

آخر میں عبد المتین چوہدری ایڈووکیٹ کے بھائی عبد الحسیب کے وحشیانہ قتل پر شدید رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ عبد الحسیب کے قاتلوں کا فوری طور پر سراغ لگا کر انکو گرفتار کیا جائے۔

محمد قاسم قاسمی فقیر والی
رکن شوریٰ صوبائی جمعیۃ علماء اسلام، صوبہ پنجاب

اظہار غم اور دعائے مغفرت

طوطہ کان۔ ملاکنڈ ایجنسی صدر جمعیت علماء اسلام طوطہ کان ڈاکٹر غلام نبی کی زیر صدارت ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا قاضی عبد الحئی صدر جمعیت علماء اسلام و صدر قومی اتحاد بٹ خیلہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ ڈاکٹر غلام نبی نے قاضی عبد الحئی صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ مرحوم ایک جید عالم اور بے باک شخصیت تھے۔ انہوں نے سابقہ حکومت

کی آمرانہ اور ملحدانہ پالیسیوں کے خلاف مثالی کردار ادا کیا۔ آخر میں مرحوم کی مغفرت، اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

اظہار تشکر

میرے والد گرامی پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہؒ بہلوی شجاع آبادی کی وفات حسرت آیات پر جن حضرات نے خطوط۔ ٹیلیگرام اور دیگر ذرائع سے تعزیت فرمائی ہے میں ان سب حضرات کا ترجمان اسلام کی وساطت سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے اور دینی و دنیاوی کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

(حضرت مولانا) عبدالحئی

(جناب خلف اکبر حضرت بہلویؒ)

فیصل آباد

جمعیۃ علماء اسلام شہر فیصل آباد کے امیر مولانا عزیز الرحمن انوری ضلعی ناظم عمومی مولانا محمد عابد نعیم تحصیل فیصل آباد کے ناظم رائے عبدالحق اور ابن طفیل مولوی نیاز محمود ناظم ضلعی دفتر نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ حاجی محمد صدیق مرحوم و محمد نصیب جمعیۃ علماء اسلام کے بنیادی رکن رہ چکے ہیں۔ حاجی محمد صدیق ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادے اور بھتیجے انعام الحق، اعجاز الحق، اظہار الحق محمد یونس محمد نقیب محمد نعیم جمعیۃ علماء اسلام کے دیرینہ اور سرگرم کارکن ہیں۔ ان کا پیپلز پارٹی اور خالد ملک (سابقہ وزیر صنعت) سے کوئی رابطہ اور تعلق نہیں ہے۔ البتہ تحریک نظام مصطفےٰ جو کہ قومی اتحاد نے چلائی تھی، میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ان کے خلاف کئی مقدمات بسلسلہ تحریک نظامِ مصطفےٰ رجسٹرڈ ہوئے تھے جو کہ عبوری حکومت واپس بھی لے چکی ہے ان کے خلاف پیپلز پارٹی کے سابقہ جنرل سیکرٹری منصور جاوید نے مقدمہ درج کروایا جو کہ قومی اتحاد میں شامل ہونے کا کوشاں ہے اور ساتھ ساتھ اتحادی جیالے کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کروا کے ان کو ہراساں کرنے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ جیالے کارکن جنہوں نے تحریک نظامِ مصطفےٰ میں جان کی بازی لگا دینے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا وہ جمعیۃ اور اتحاد سے بدظن ہو جائیں۔ جمعیۃ علماء اسلام حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتی ہے کہ منصور جاوید کا سابقہ پولیس ریکارڈ طلب کر کے ضلعی حکامِ بالا کو مکمل محاسبے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

ابن طفیل نیاز محمود

بردہی ایسوسی ایشن نواب شاہ کا مطالبہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحئی بردہی صدر جمعیۃ علماء اسلام نائب صدر قومی اتحاد نواب شاہ جو کہ پچھلے دنوں ایک ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ مولانا موصوف اپنے گاؤں سے نوابشاہ کے قدیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن موٹر سائیکل پر تشریف لا رہے تھے کہ کوئی نامعلوم جیپ والا مولانا کو ٹکر مار کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مولانا موصوف شدید زخمی ہو گئے جس سے مولانا موصوف کو دماغ اور سینہ میں شدید ضربیں آئیں۔ نوابشاہ کے بردہی قبیلے کے ممتاز رہنماؤں اور علماء کرام نے مولانا کے زخمی ہونے پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے اور دعا کی کہ اللہ تعالےٰ مولانا کو صحت عطا فرمائے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ علمی، ادبی، سماجی اور سیاسی مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے۔

محکمہ اوقاف کے بعض مظلوم علماء

محکمہ اوقاف میں اس وقت ایسے مظلوم علماء موجود ہیں جن کے گھر میں رات کو آٹا نہیں ہوتا کیونکہ اس سخت مہنگائی کے دور میں علماء کو دو سو چالیس (۲۴۰) روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔ بار بار حکومت سے اپیل کی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اسوقت چپڑاسی اور ٹرک پر جھاڑو دینے والے کی تنخواہ زیادہ ہے۔ مظلوم علماء کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ محکمہ اوقاف کے پاس رقم تھوڑی ہے۔ کیا ڈاکٹروں کے لئے اور افسروں کے لئے ہے جنکو دو ہزار، تین ہزار تنخواہ دی جاتی ہے۔ صرف علماء کے واسطے ان کے پاس کچھ نہیں۔ کس قدر ظلم کی بات ہے جن کا حق ہے وہ محروم ہیں اور جنکا کوئی حق نہیں ان کو دیا جا رہا ہے۔ محکمہ میں زیادہ عملہ فضول رکھا ہوا ہے جو کہ مفت تنخواہ وصول کرتا ہے ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

قرارداد۔ اوقاف علماء اکیڈمی

اوقاف علماء اکیڈمی حکومت پاکستان میں پورے ملک سے آئے ہوئے علماء پنجاب، سندھ، سرحد چیف آف آرمی اسٹاف اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق صاحب کو پاکستان میں اسلامی نظام عملاً نافذ کرنے کے لئے ان ساعی جمیلہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ آپ کے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کو قرآن اور سنت کے منافی قوانین کو کالعدم قرار دینے کے فیصلہ کو قابل صد تحسین قرار دیتے ہیں۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے حکومت کے ٹھوس اور مثبت اقدامات کو بالفعل عملی شکل دینے کے لئے علماء اکیڈمی میں جمع ہر صوبے کے علماء اسلام کے مختلف پہلوؤں پر علمی مذاکرے منعقد کر رہے ہیں تاکہ اسلامی نظام جلد از جلد عملی شکل اختیار کر سکے۔ قبل ازیں ماہ رواں کی دس تاریخ کو اسلام کے اقتصادی نظام پر ایک عظیم علمی مذاکرہ منعقد کیا جا چکا ہے۔ آج کا یہ اہم مذاکرہ اسلام کے قانونی نظام کی وضاحت کے لئے منعقد کیا گیا ہے جس میں ٹھوس دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں انسانیت کو امن اور سکون اور عدل و انصاف صرف اسلامی حدود کے قیام سے ہی ممکن ہے۔

پورے پاکستان کے علماء سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو اسلامی نظام کے نفاذ میں اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور بذریعہ قرارداد ہذا ان کے تمام اسلامی اقدامات کی تائید کرتے ہوئے علماء اکیڈمی کی طرف سے ہر قسم کی دینی علمی اور تصنیفی خدمات کی پیشکش کرتے ہیں۔

علماء نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے اپیل کی ہے کہ سپریم کورٹ ہائی کورٹ اور دیگر تمام عدالتوں میں علماء کا تقرر کیا جائے۔

یہ قرارداد زیر تربیت علماء اکیڈمی میں مولانا غلام مصطفےٰ فاضل دیوبند نے پیش کی۔

قومی اتحاد کو توڑنے کی کوشش

جمعیت علماء اسلام ضلعی سیکرٹری جنرل اور پاکستان قومی اتحاد ڈویژن کے صدر مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ قومی اتحاد کو توڑنے کی کوشش کسی بیرونی سازش کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے

جس کی بنیاد بڑی ہوشیاری کے ساتھ استوار کی جارہی ہے اور اس کے لئے مختلف حیلے بہانے تراشے جارہے ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ کوئی دستوری یا آئینی جھگڑا نہیں ہے بلکہ محض ایک آڑ ہے جسکے پیچھے منظم سازش ہے اور یہ آج کی بات نہیں ہے بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و افتراق انگریز کے دور میں اس قسم کے لوگوں نے پیدا کرکے انگریز کے اقتدار کو دوام بخشنے کی کوشش کی ہے جس کی گواہی آج بھی تاریخی طور پر موجود ہے جس کی کچھ جھلک اس ہفتہ کے صحافت میں دکھائی گئی ہے۔ اس سے ہر ایک قیاس کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کے اخبارات سے یہ اندازہ ہوا ہے کہ بعض لیڈر ایوب خان کے آخری دور میں بھٹو اور بھاشانی والا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اُس وقت بھی قومی مسائل پر بات چیت ایوّب خان کے ساتھ قومی لیڈر کر رہے تھے اور بھٹو بھاشانی ملک بھر میں اس بات چیت کو ناکام بنانے کے لئے ہلڑ بازی اور فتنہ انگیزی کی کوششوں میں مصروف تھے اور جب بات چیت ناکام ہوگئی تو ان لوگوں نے خوشی منائی حالانکہ اس بات چیت کے ناکام ہونے سے ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ آج بھی قومی لیڈر قومی مسائل پر عبوری حکومت کے ساتھ بات چیت میں مصروف ہیں اور بھٹو بھاشانی کے جانشین اصغر خان اور نورانی میاں بالکل وہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیئے تاکہ قومی مسائل کو الجھانے میں یہ لوگ کامیاب نہ ہوسکیں اور قومی مسائل قوم کی امنگوں کے مطابق حل ہو کر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ میں مددل سکے۔

جمعیتہ علماءِ اسلام ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام سیرت کے موضوع پر جلسوں کا پروگرام

جمعیتہ علماءِ اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلس عاملہ نے ضلع بھر میں سیرت کے موضوع پر جلسوں کا پروگرام بنایا ہے جن میں مولانا محمد فیروز خان صاحب امیر ضلع مولانا رشید احمد صاحب ناظم عمومی مولانا نذیر احمد صاحب نائب امیر مولوی محمد رفیق ناظم مولانا محمد یحییٰ خلیل محسن مولانا عبدالرحیم صاحب نائب امیر مولانا نذیر احمد صاحب محمد اسمعیل صاحب قاری بشیر احمد قاسمی حافظ شفیق الرحمان مولانا حافظ محمد افضل، مولانا حافظ بشیر احمد صاحب اور مولوی شمس الحق صاحب خطاب فرمائیں گے۔ جہاں جن حضرات کو خطاب کرنا ہوگا وہاں کے احباب کو پہلے سے مطلع کردیا جائے گا۔ ربیع الاوّل کے پہلے عشرہ کا پروگرام یہ ہے:۔

یکم ربیع الاوّل	۱۰ مارچ	
۲ ″ ″	۱۱ ″	
۳ ″ ″	۱۲ ″	
۴ ″ ″	۱۳ ″	رندھاوا
۵ ″ ″	۱۴ ″	رستہ جھول
۶ ″ ″	۱۵ ″	
۷ ″ ″	۱۶ ″	
۸ ″ ″	۱۷ ″	
۹ ″ ″	۱۸ ″	
۱۰ ″	۱۹ ″	

محمد رفیق
ناظم جمعیت علماءِ اسلام ضلع سیالکوٹ

حکیم عبدالسلام کی یاد میں اجلاس

جامع مسجد ختم نبوت مدنی میں ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالحلیم قاسمی مہتمم مدرسہ قاسمیہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں طلباء اور اہل محلہ نے شرکت فرمائی۔ قرآن خوانی ہوئی۔ حکیم عبدالسلام مرحوم ہزاروی کے لئے دعاء مغفرت کی گئی۔ یہ اجتماع جناب حکیم عبدالسلام صاحب کی ۲۳ جنوری پہلی سالانہ برسی کے موقع پر ہوا۔ مولانا قاسمی نے حکیم صاحب کی وفات کو قوم کے لئے ایک سانحہ اور نقصان عظیم قرار دیا۔ حکیم صاحب ان اکابرین سے تھے جنہوں نے انگریز کے قدم برصغیر سے اکھاڑے اور جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا قاسمی نے کہا میں نے حکیم صاحب کو قریب سے دیکھا۔ ان جیسے خلد پرست بااصول سیاستدان بہت کم ہوتے ہیں۔

اجلاس گوجرہ

گوجرہ: یورخہ ۱۰ جنوری بعد نماز عشاء جمعیتہ علماءِ اسلام کا اجلاس زیر صدارت حکیم محمد بشیر صاحب صدر جمعیتہ علماءِ اسلام گوجرہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کے پاکستان قومی اتحاد کے دوبارہ صدر منتخب ہونے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو صحت کاملہ عطا کرے اور ان کے وجود مبارک کو ملک وملت کے لئے تا دیر سلامت رکھے اور پاکستان میں ان کی قیادت میں نظام مصطفےٰ جاری فرمائے۔ آمین۔ ہم مفتی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اُن کے ہر حکم پر جانی و مالی ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔

۲۔ یہ اجلاس پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور حضرت کی وفات کو بہت بڑا سانحہ قرار دیتا ہے۔

۳۔ یہ اجلاس حکیم بابا سلطان جڑانوالہ کی وفات پر بھی بڑے افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ آپ بہت نڈر اور بیباک مجاہد تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور اپنی خاص جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

انتخاب ٹھٹھی نصرتی

انتخاب ٹھٹھی نصرتی: ٹھٹھی نصرتی میں جمعیتہ علماءِ اسلام کے کارکنوں کا اجلاس ہوا جسمیں علاقہ کے کارکن شریک ہوئے۔ اجلاس میں جمعیت کے پروگرام کو باقاعدہ طور پر چلانے کیلئے مسوّدہ پر غور کیا گیا۔ جمعیتہ علماءِ اسلام ٹھٹھی نصرتی تحصیل کرک ضلع کوہاٹ کا مندرجہ ذیل کارکنوں کا انتخاب ہوا

سرپرست ۔ مولانا پیر غلام صاحب آف میانگی باندہ
صدر ۔ صوفی عبدالمجید صاحب ٹھٹھی نصرتی
جنرل سیکرٹری ۔ حافظ ابن امین صاحب فرستی ″ ″
خزانچی ۔ جناب محمد کمال صاحب ″

• ترجمان اسلام کو دور دراز علاقوں میں پہنچانے کیلئے ہر کارکن نے کوشش کرنے کا وعدہ کرلیا۔ • ٹھٹھی نصرتی میں جمعیتہ علماءِ اسلام کا دفتر قائم کیا گیا۔ • دارالمطالعہ کے قیام کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ • دفتر کے لئے اخبار۔ ترجمان اسلام۔ الحق وغیرہ رسائل جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

انتقال پرملال

انتقال پرملال: مولانا عبدالواسع لدھیانوی سابق جنرل سیکرٹری آل انڈیا مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ میں ۶۵ سال کی عمر پاکر انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انہوں نے تحریک آزادی تحریک کشمیر اور تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ مرحوم مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے بھانجے اور جمعیتہ علماءِ اسلام گوجرانوالہ کے نائب امیر علامہ محمد احمد کے برادر بزرگ تھے۔ جمعیتہ علماءِ اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے مولانا کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

طلباء کی دنیا

رپورٹنگ: جناب ظہیر میر

۱۹۷۸ء کو سالِ نظامِ مصطفےٰ قرار دیا جائے

عزمِ نو کی خریداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے قاید طلبہ کی اپیل!

۱۹۷ میں چلنے والی نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک میں پاکستان کے باسیوں نے جتنی قربانیاں دی ہیں شاید دنیا کی کسی تحریک میں اتنی بیش بہا قربانیاں دی گئی ہوں۔ نوجوانوں نے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے جس طرح سینے کھول کر گولیاں کھائی ہیں۔ رہتی دنیا تک انہیں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ان شہداء کی قربانیوں کو تازہ کرنے اور اس منزل کی طرف آگے بڑھنے کے لیے جس کے لیے قیمتی جانوں کے بیش بہا خزانے لٹائے گئے ہیں، یہ ضروری تقاضا تھا کہ آنے والے سال ۱۹۷۸ء کو نظام مصطفےٰ کا سال قرار دے کر پورے ملک میں اسلامی نظام کے فوائد سے لوگوں کو متعارف کروایا جاتا، لیکن کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اس ملک میں جسے خالصتاً اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے حاصل کیا گیا تھا ہم اس چیز سے محروم ہیں اور ہمیں اسلامی نظام کو عملی شکل دلوانے کے لیے کتنی ہی تحریکوں سے گذرنا پڑا ہے اور نہ جانے ابھی کتنی منزلوں سے گذرنا پڑے۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی طرف سے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ۱۹۷۸ء کو سال نظام مصطفےٰ قرار دے کر پاکستان کے عوام کی بے چینی کو دور کیا جائے۔

عزمِ نو

نوجوانوں کی امنگوں کا ترجمان

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ماہنامہ عزم نو شائع ہوئے تقریباً دو ہفتے گذر چکے ہیں۔ پورے ملک سے اس کے لیے مبارک باد کے خطوط وصول ہو رہے ہیں۔ دریں اثنا قاید طلبہ میاں محمد عارف نے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ اپنے پرچے عزم نو کی خریداری میں مزید بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

آپ نے ایک پیغام میں کہا ہے کہ عزم نو کی اشاعت کو بڑھانا ہر کارکن کی ذمہ داری ہے آپ نے امید ظاہر کی کہ اگر کارکنوں نے تعاون جاری رکھا تو انشاء اللہ یہ پرچہ جلد اپنا اعلیٰ مقام حاصل کرے گا۔

قیمت "عزم نو" ایک روپیہ پچاس پیسے۔

لاڑکانہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام لاڑکانہ کے کارکنان کا اجلاس زیر صدارت خان محمد چاچڑ منعقد ہوا۔ ضلع لاڑکانہ کی جمعیۃ کے ناظم عمومی جناب خالد محمود نے مفصل خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور اتفاق رائے سے درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر	:	جناب حبیب اللہ کوہارہ
نائب صدر	:	" حافظ غلام عباس چنہ
ناظم عمومی	:	" الھود الو مہر
ناظم	:	" حافظ علی حیدر رجمالی
ناظم اطلاعات	:	" محمد ادریس سومرہ
ناظم مالیات	:	" حافظ ابوبکر ابڑو

وسریع واہن (سندھ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام وسریع واہن (سندھ) کے ایک اجلاس میں درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت سرپرست جمعیۃ حاجی محمد عاقل نے کی:

صدر	:	جناب علی گل بلوچ
نائب صدر	:	" محمد ہارون پلپوٹہ
ناظم عمومی	:	" حفیظ اللہ پلپوٹہ
ناظم	:	" لطف اللہ
ناظم اطلاعات	:	" عبدالراشد گدال
ناظم مالیات	:	" غلام المرتضےٰ

شکر گڑھ

(مبارک باد قبول فرمائیے)

جمعیۃ طلباء اسلام شکر گڑھ کے ناظم عمومی جناب شیخ محمد نواز ایف ایس سی کے امتحان میں ڈگری کالج شکر گڑھ اور تحصیل بھر میں اول رہے ہیں! اس شاندار کامیابی پر اظہار مسرت کے طور پر یہاں کی مقامی تنظیم نے دفتر جمعیۃ طلباء اسلام شکر گڑھ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ اس تقریب میں مقامی تنظیم القاسم کے صدر اور جنرل سیکرٹری جناب عبدالجبار اور شیخ محمد شاہد نے خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ اس کے علاوہ معززین شہر نے بھی اس تقریب میں شرکت کی —!

علاوہ ازیں قاید طلبہ جناب میاں محمد عارف نے جناب شیخ محمد نواز انجم صاحب کو دلی مبارک باد دی۔ اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیاب و کامران کرے۔

دریں اثنا جمعیۃ طلباء اسلام شکر گڑھ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ

صاحب منعقد ہوا جس میں آئندہ تربیتی اجتماع جو کہ یہاں ۲ مارچ کو منعقد ہوگا، غور و خوض کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک قرارداد کے ذریعہ جمعیۃ طلباء اسلام شکر گڑھ کے جنرل سیکرٹری جناب شیخ محمد نواز انجم نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کا نام محمد بن قاسم کے نام پر القاسم میڈیکل کالج رکھا جائے۔

سجاول (سندھ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی جناب بشیر احمد صاحب قریشی ایک روزہ دورے پر سجاول پہونچے وہاں آپ نے جماعتی کارکردگی کا جائزہ لیا اور پھر طلباء کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ مقامی شاخ کی کارکردگی سے متاثر ہوئے اور کارکنوں کو مزید ہمت اور لگن سے کام کرنے کی ہدایت کی۔

کراچی ڈویژن

جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں تربیتی اجتماع کی تاریخ اور جگہ کا تعین کیا گیا۔

اجلاس میں طے ہوا کہ جمعیۃ کراچی کا آئندہ تربیتی اجتماع ۲۱ فروری کو منعقد ہوگا۔

دریں اثناء جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ برنس روڈ کا تربیتی اجتماع ۲ر فروری کو منعقد ہوا۔ اس نشست کی صدارت جمعیۃ طلباء اسلام کراچی ڈویژن کے ناظم عمومی اور حلقہ برنس روڈ کے صدر جناب الطاف حسین صاحب نے کی۔

اجتماع سے سرپرست جمعیۃ مولانا خدا بخش نے مفصل خطاب کیا۔

گکھڑ منڈی

اجتماع کامیاب رہا!

۲-۳ فروری ۱۹۷۰ء کو جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی اجتماع گکھڑ میں منعقد ہوا۔ پورے ضلع سے بھرپور تعداد میں طلبہ نے شرکت کی۔

اجتماع میں مختلف نشستوں سے درج ذیل حضرات نے خطاب کیا:

حضرت مولانا محمد الطاف صاحب، حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب، حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب جناب علامہ اکرام القادری صاحب، قاید طلبہ جناب میاں محمد عارف صاحب، صوبہ پنجاب کی جمعیۃ کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان اور جنرل سیکرٹری جناب عبدالرؤف ربانی کے علاوہ دیگر طالب علم لیڈروں نے بھی خطاب کیا۔

یہ اجتماع کافی کامیاب رہا۔

دریں اثناء جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی باڈی کو توڑ کر ایک نئی کنوینگ باڈی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ کنوینگ باڈی میں درج ذیل حضرات شامل ہیں:

جناب محمد فاروق شیخ ہیڈ کنوینر۔

جناب منیر احمد، حافظ لیسین بٹ، ملک عبدالشکور حافظ اشتیاق احمد، حافظ عبدالغفور بٹ صاحب ہزاروی۔

یہ کمیٹی جلد ضلع کا دورہ کر کے انتخاب کروائے گی۔

سیالکوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سیالکوٹ کے صدر جناب جاوید اقبال نے پورے ضلع کا تین روزہ دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ ضلعی جنرل سیکرٹری جناب محمد افضل بھی تھے۔ دورے کے دوران یہ دونوں راہی سمبڑیال، سیالکوٹ، ڈسکہ، پسرور، شکر گڑھ اور متراوالی (تحصیل ڈسکہ) گئے۔ ساتھیوں سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور پورے ضلع کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیا۔

سمبڑیال میں حافظ محمد سلیمان کو کنوینر، اور سیالکوٹ میں مرزا محمد اکرم کو کنوینر مقرر کیا۔ دورہ کامیاب رہا۔

میرپور خاص

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام میرپور خاص کا ہفتہ وار اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام میرپور میں زیر صدارت جناب محمد الیاس صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ مالیات کے شعبے کو مضبوط بنانے کے لیے درج ذیل کمیٹی بنائی گئی:

محمد الیاس صدر جمعیۃ میرپور خاص

محمد شاہد راجپوت، حافظ عبدالحفیظ۔

سوہرانی شریف (ضلع سکھر)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام سوہرانی شریف ضلع سکھر کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب بشیر احمد صاحب بلوچ منعقد ہوا۔

جناب عبدالحی ناظم مالیات نے تفصیل سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

دارالعلوم ترتیل القرآن (سرحد)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام دارالعلوم ترتیل القرآن رجسٹرڈ نیو گرین مارکیٹ پشاور کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت قاری شیر زمان صاحب رہبر منعقد ہوا۔ اجلاس سے قاری حکیم زادہ اور قاری احسان الحق مروت نے خطاب کیا۔

اجلاس میں سال رواں کے لیے متفقہ طور پر درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر :	جناب حکیم زادہ صاحب
نائب صدر :	″ حافظ انوار اللہ ″
ناظم عمومی :	″ قاری احسان الحق مروت
ناظم :	″ غلام محمد صاحب
ناظم اطلاعات :	″ حافظ زاہد گل
ناظم مالیات :	احسان الحق ″

پائی تحصیل ٹانک (ضلع ڈی آئی خان)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام پائی تحصیل ٹانک ضلع ڈی آئی خان کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالرؤف نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ڈیرہ اسماعیل خان منعقد ہوا۔ ضلع بنوں کی جمعیۃ کے صدر عبدالمتین قریشی نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اجلاس سے ڈاکٹر طیب(?) سمیع اللہ مولانا عبدالرؤف، عبدالمتین قریشی نے خطاب کیا۔